REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد ۴۵

شمارہ ۱۰

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر :- مُنیر احمد خادم

نائبین :- قریشی محمد فضل اللہ ۔ محمد نسیم خان

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک :-
بذریعہ ہوائی ڈاک :- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک :- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۱۶ شوال ۱۴۱۶ ہجری ۔ ۷ امان ۱۳۷۵ ہش ۔ ۷ مارچ ۱۹۹۶ء

اخبارِ احمدیہ

لندن۔ یکم مارچ (ایم۔ٹی۔اے)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں۔ حضور انور نے آج مسجد فضل لندن سے ہندوستانی وقت کے مطابق ساڑھے پانچ بجے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے احباب کرام دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر آن آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین ٭

○

ارشاداتِ عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی توہین کا مرتکب کون ہے؟

"یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم انبیاء کو گالی نکالتے ہیں۔ حالانکہ کسی کو وفات یافتہ کہنا گالی نہیں ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وفات پا گئے تو اور کون زندہ رہے؟ انہوں نے خود مر کر دکھا یا کہ سب نبی فوت ہو گئے ہیں۔ اور پھر معراج کی رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰؑ کو وفات یافتہ انبیاء میں دیکھا۔ اصل میں گالی تو یہ نکالتے ہیں جو افضل الرّسل سیّد المعصومین کو (معاذ اللہ) شیطانی مس سے آلودہ سمجھتے ہیں اور حضرت عیسیٰؑ کو پاک سمجھتے ہیں۔ کتنے اندھیر کی بات ہے کہ یہ لوگ باوجود یکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء سمجھتے ہیں، انہیں کا کلمہ پڑھتے اور انہیں کی اُمت سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر پھر انہیں سے نافرمان ہو کر انہیں پر الزام لگاتے ہیں۔ یہ آخری زمانہ ہے۔ اگر عیسائی ہدایت پا جائیں تو پا جائیں مگر یہ لوگ اپنے اس عقیدہ سے باز نہیں آئیں گے۔ بلکہ اسی کی تائید پر زور دیں گے۔ اتنا نہیں سوچتے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ مانگا گیا تھا " اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ " یعنی آسمان پر چڑھ جاؤ کہا گیا تھا تو خدا تعالیٰ نے یہی جواب دیا تھا کہ " قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا " (بنی اسرائیل: ۹۴) یعنی خدا تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ وہ اپنے وعدے کا تخلّف کرے۔ میں ایک بشر رسول ہوں۔ بشر رسول آسمان پر نہیں جایا کرتے۔ اب یہ لوگ جو حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر چڑھاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ اسے بشر بھی نہیں سمجھتے۔ کیونکہ بشر کے لئے تو خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ آسمان پر نہیں جا سکتا۔ اصل میں یہ لوگ اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس نہیں وہ بے ایمان ہے۔ خدا تعالیٰ تو ایک مومن کا بھی پاس کرتا ہے جیسے فرمایا " وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ " (آل عمران: ۶۹) " وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ " (الجاثیہ: ۲۰)
افسوس ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے کیسے الزام لگائے۔ مشرق سے لے کر مغرب تک چاروں طرف دوڑو۔ کسی سچے مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں ہو سکتا کہ حضرت عیسیٰؑ تو مسِ شیطان سے پاک ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) پاک نہیں۔ اس بات کا ہمیں کوئی جواب دے بشرطیکہ وہ ایماندار ہو کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یونسؑ سے بھی گئے گزرے ہو گئے؟ افسوس کہ ان لوگوں نے دین کا ستیاناس کر دیا۔ جب کافروں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسمیں کھائی تھیں کہ آپ ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ کر دکھا دیں اس کے بعد ہمارا آپ سے کوئی جھگڑا نہیں ہوگا۔ بلکہ ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ تو ہمیں بتلاؤ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان پر چڑھنے سے کیوں انکار کر دیا تھا اور کیوں کہہ دیا تھا کہ بشر آسمان پر نہیں جا سکتا۔ اور پھر ان لوگوں کے پاس اگر کسی بشر کے آسمان پر جانے کی نظیر موجود تھی تو وہ پیش کر دیتے۔ کیوں وہ اس جواب کے سنتے ہی خاموش ہو گئے۔ ہمیں بتلاؤ کہ جب انہوں نے آسمان پر چڑھتے دیکھ کر ایمان لانے کا وعدہ کیا تھا تو کیوں نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان پر چڑھ کر دکھایا۔ یہ کیوں کہہ دیا کہ " سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا " (بنی اسرائیل: ۹۴)

سُبْحَانَ کا لفظ اس لئے بولا گیا ہے کہ سبحان کے معنی ہیں ہر عیب سے مبرّا۔ لیکن وعدہ کو توڑنا تو سخت عیب ہے۔ خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہوا تھا کہ " اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْیَآءً وَّاَمْوَاتًا " (المرسلات: ۲۶، ۲۷) جس کا یہ مطلب ہے کہ ہم نے زمین کو زندوں اور مُردوں کے سمیٹنے کے لئے کافی بنایا ہے۔ اور اس میں ایک کشش ہے جس کی وجہ سے زمین والے کسی اور جگہ زندگی بسر کر ہی نہیں سکتے۔ اب بشر آسمان پر گیا ہوا مان لیا جاوے تو نعوذ باللہ ماننا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ توڑ دیا۔ غرض اسی کی تائید کے واسطے سُبحان کا لفظ بولا گیا ہے کہ اللہ بے عیب ہے وہ وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا۔ اور میں تو ایک بشر ہوں۔ بشر آسمان پر نہیں جا سکتا۔

اور پھر دیکھو کہ " فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ " میں حضرت عیسیٰؑ کا صاف طور پر اقرار موجود ہے کہ عیسائیوں کے بگڑنے کی مجھے خبر نہیں۔ اب ان لوگوں کی یہ عجیب قسم کی مولویت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ تو قیامت کے دن اقرار کریں گے کہ میں دوبارہ زمین پر نہیں گیا اور عیسائیوں کے بگڑنے کا جب ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ کانوں پر ہاتھ دھریں گے اور اپنی بے خبری جتلائیں گے۔ لیکن یہ ہیں کہ ان کو دوبارہ اُتار رہے ہیں۔ اب انصاف سے بتلاؤ کہ کیا یہ ہماری اپنی بنائی ہوئی باتیں ہیں؟ سوچو تو سہی کہ وہ تو بیچارے بار بار خدا تعالیٰ کے سامنے اقرار کرتے ہیں کہ مجھے خبر نہیں کہ عیسائیوں نے مجھے پوجا ہے یا کسی اور کو۔ اور اپنے خدا یا خدا کا بیٹا بنائے جانے سے لاعلمی ظاہر کریں گے مگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ قیامت سے پہلے دُنیا میں نازل ہوں گے۔ کسرِ صلیب کریں گے۔ لڑائیاں کریں گے۔ اور سب مشرکوں کو قتل کر کے مسلمان کر دیں گے۔ جس سے ماننا پڑتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ خدا تعالیٰ کے سامنے جھوٹ بولیں گے۔ اور باوجود عیسائیوں کے اعتقاد سے خبر رکھنے کے لاعلمی ظاہر کریں گے۔"

(ملفوظات جلد پنجم (طبع جدید) صفحہ ۳۵۰، ۳۵۱)

○

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر:- نگران بدر بورڈ قادیان

(آخری قسط)

جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام عالمی مسائل میں تقویٰ کی برکت سے وہ نور پا چکی ہے جس نور کی روشنی میں تمام اندھیروں کے ازالے کئے جائیں گے

جماعت احمدیہ کو ہندوستان میں خصوصیت سے قیام امن کی کوشش کرنے کی نصیحت

قادیان کے اس بابرکت جلسے میں جو درحقیقت کل عالم کا جلسہ ہے ہماری آواز قادیان کی نمائندگی میں سب دنیا میں پھیل رہی ہے۔ ایک وقت ایسا بھی آئیگا جب قادیان کی زیارت کو جانے والوں کی تعداد لاکھوں سے ملینز تک پہنچ جائے گی!

خطاب سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۲۶؍دسمبر ۱۹۹۴ء برموقع جلسہ سالانہ قادیان بمقام مسجد فضل لندن۔ برطانیہ

(یہ خطاب ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ براہ راست نشر کیا گیا۔ خطاب کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

انگلستان میں جب بھی اسی جلسے کی ایک شاخ منعقد ہوتی ہے جو مسیح موعود علیہ السلام کا عالمی جلسہ ہے اس موقع پر انگلستان کے احمدی جانتے ہیں کہ کس طرح مکان کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ کئی ایسے احمدی مخلصین ہیں جنہوں نے محنت کرکے، خرچ کرکے اپنے مکان میں کچھ اضافے کئے ہیں۔ عام طور پر اضافوں کی تمنا رہتی ہے۔ اور شوق رہتا ہے۔ مگر اُن کے اضافوں کے پیچھے جب اُن سے گفتگو ہوتی ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے جلسے کا تجربہ ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ آنے والے زیادہ ہو جاتے ہیں، سنبھالے نہیں جاتے، ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ہمیں ان کی خاطر اپنے مکان کو وسعت دینی چاہیئے۔ پس جو شخص بھی اپنے مکان کو اس وجہ سے وسعت دیتا ہے کہ خدا کی خاطر آنے والوں کے تقاضے پورے ہوں اور یہ آنے والے مخلص ایک سالانہ جلسے پر ہی نہیں آتے آج کل یہ روز مرّہ کا تجربہ ہے کہ جن گھروں میں ڈش انٹینا کی سہولت ہے ان گھروں میں کثرت سے اردگرد کے ہمسائے ڈش انٹینا کا فیض پانے کے لئے، اس مائدہ سے غذا حاصل کرنے کے لئے پہنچتے ہیں۔ عموماً احمدی خواتین کی طرف سے خطوں میں یہ ذکر ملتا ہے، مردوں کی طرف سے بھی ملتا ہے مگر خواتین کو چونکہ انتظامات کرنے ہوتے ہیں گھر میں، اس لئے وہ تذکرہ کرتی ہیں اور بڑے جذبہ احسان مندی کے ساتھ اور شکر گزاری کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ تو اب ہمارے گھر تقریباً روز ہی جلسہ بنا رہا ہے۔ اور جگہ کی دقت کے پیش نظر پھر ہم یہ یہ کاروائیاں کرتے ہیں۔ اپنے روزمرہ کے سامان سمیٹ کر ایک طرف کر دیتے ہیں اور یہ بعض گھروں میں روزمرّہ کا دستور بنا ہوا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے جو وعدے دیئے۔ وہ بظاہر ایک ایسا وعدہ دکھائی دیتا ہے مگر ہر نشان کی کوکھ سے بلاشبہ لاکھوں نشان پھوٹے اور پھوٹتے چلے جائیں گے۔ تو اسی طرح اس اللہ کی نعمتوں کے مائدے کو کھائیں جیسے اس بزرگ نے لڈّو کھائے تھے۔ ایک ایک دانہ چنیں اس پر غور کریں تو پھر آپ کو پتہ چلے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدا نے کس پیار اور محبت کے ساتھ جو وعدے فرمائے ان کو پورا کرنے کے سامان بھی اس رنگ میں فرما رہا ہے کہ انسان کا تصور بھی اس کو نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ابھی بھی نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ یہ روزمرّہ بڑھنے اور پھیلنے والا سلسلہ ہے۔

لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس وقت کی کیفیت کو جن لفظوں میں بیان فرمایا ہے جو اب ایک وسیع تر عالمی حالت بن چکی ہے وہ یہ الفاظ تھے۔ ہاں وہ بات میری درست تھی کہ آغاز ہی میں یہ الہام ہوا ہوگا کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۷ء کی تحریر میں یہ لکھا ہے ”ایک عرصہ ہوا کہ مجھے الہام ہوا تھا۔“ تو اسی وجہ سے میرے ذہن پر اثر تھا کہ احمدیت کے آغاز ہی میں غالباً یہ الہام ہوا ہوگا۔ بہت سے ایسے الہامات تھے جو بعد میں پورے ہوئے مگر احمدیت کے آغاز سے بھی پہلے براہین احمدیہ کے دور میں وہ الہامات ہو چکے تھے اور وہ براہین احمدیہ میں درج تھے۔ فرماتے ہیں:-

”یعنی اپنے مکان کو وسیع کر کہ لوگ دُور دُور کی زمین سے تیرے پاس آئیں گے۔ سو پشاور سے مدراس تک تو میں نے اس پیش گوئی کو پورا ہوتے دیکھ لیا مگر اس کے بعد دوبارہ یہی الہام ہوا۔“

یعنی بعض الہامات بار بار ہوتے یہ توجہ دلانے کی خاطر کہ ان کا سلسلہ ختم نہیں ہوا، جاری ہے اور مزید شان کے ساتھ پورے ہونے والے ہیں۔

”جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ پیش گوئی پھر زیادہ قوت اور کثرت کے ساتھ پوری ہوگی۔ وَاللّٰہُ یَفْعَلُ مَایَشَاءُ۔ لَامَانِعَ لِمَا اَرَادَ۔“

(اشتہار ۱۷ فروری ۱۸۹۷ء)

اس کا ترجمہ ہے اللہ جو چاہتا ہے وہ ضرور کرتا ہے۔ کوئی نہیں جو اس کے ارادے کی راہ میں حائل ہو سکے۔

پس یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اظہار ہے یہ آج ہم نے سب دنیا میں بڑی عظیم شان کے ساتھ پورا ہوتے دیکھا ہے۔ لیکن اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظاہری بے سروسامانی کی حالت میں اس الہام کے ظاہر کو پورا کرنے کی جس طرح کوشش فرمائی وہ بھی بہت ہی پیارا ایک انداز تھا۔ اور آئندہ آنے والی تمام کوششوں کا وہ سرچشمہ تھا۔ اسی کے پیٹ سے یہ سب کوششیں پھوٹ رہی ہیں اور پھوٹتی چلی جائیں گی۔

(آگے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۲ پر)

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
۱۶ میننگو لین۔ کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱
AUTO TRADERS.
فون نمبرز:- ۲۴۸۵۲۲۲
۲۴۸۱۶۵۲
۲۴۳۰۷۹۴

ارشادِ نبویؐ
بجّلوا المشائخ
(بزرگوں کی تعظیم کرو)
— (منجانب) —
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE :- 04524 - 649.
پروپرائیٹرز:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد

خطبہ جمعہ

اللہ کے نور کا مظہر کامل اگر دنیا میں کوئی ظاہر ہوا یا مخلوقات میں کوئی بھی نور بن کے چمکا تو وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۰ر نومبر ۱۹۹۵ء مطابق ۱۰ر نبوت ۱۳۷۴ ہش بمقام مسجد فضل لندن

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی:۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِىْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِىْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۙ

فِىْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ

(النور: ۳۶، ۳۷)

پھر فرمایا:۔

یہ سورہ نور کی ۳۶ ویں اور ۳۷ ویں آیتیں ہیں جن کی میں نے تلاوت کی ہے اس میں سے پہلی یعنی ۳۶ ویں آیت وہ آیت ہے جس پر دراصل اس سورت کو ہی سورہ نور کہا جاتا ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کو تحریر فرما کر جو اس کی تفسیر فرماتے ہیں، آپ ہی کے الفاظ میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ یہ آیت لکھ کر حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"خدا آسمان و زمین کا نور ہے یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے"۔ صرف بلندی ہی کا نور سے تعلق نہیں ہر پستی کا بھی نور سے تعلق ہے۔ "یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ ارواح میں ہے خواہ اجسام میں ہے اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی"۔ ذاتی سے مراد یہ ہے کہ اس کی ہیئت کے اندر یہ بات داخل ہے اس کے جسم میں چیز داخل ہے اس کے وجود کا حصہ ہے اور عرضی کہتے ہیں ایسی صفات کو جو آتی جاتی رہتی ہیں ان صفات سے وجود کے حجم میں اس کے وزن میں نہ اضافہ ہوتا ہے نہ کمی ہوتی ہے ایسی صفات کو عرضی کہتے ہیں پس ایک انسان کا اچھا ہونا یا برا ہونا اس کی عرضی صفات ہیں اس کے جسم کا حجم اور اس کی شکل و صورت، اس کی بناوٹ یہ ساری مل کر اس کی ذاتی صفات بن جاتی ہیں۔ مگر شکل پھر بھی ذاتی نہیں ہے ان معنوں میں کہ شکل بدل بھی جائے تو اس کے مجسم پر کوئی فرق نہیں پڑتا تو وہ تمام چیزیں جو صورتی رنگ رکھتی ہوں یا ایسی صفات ہوں جو کسی چیز میں اضافہ نہ کریں بلکہ کسی چیز کو مختلف شکلوں اور مختلف رنگ میں اس طرح پیش کریں کہ ان کے تشخص میں تبدیلی ہو لیکن ان کی جسامت، حجم اور ان کی اندرونی حالت میں تبدیلی نہ ہو ان کو عرضی صفات کہا جاتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ نور خواہ جسم سے تعلق رکھتا یعنی اس کی بناوٹ میں داخل ہو جو جسم ہے یا ایک عارضی صفت ہے جو آئی اور گزر گئی، ہر دو صورت میں یہ اللہ ہی کا نور ہے خواہ باطنی ہو اور خواہ ذہنی ہو، خواہ خارجی۔ پھر فرماتے ہیں اور خواہ ظاہری ہو، عرضی ہو خواہ ظاہری ہو اور خواہ باطنی، جو دکھائی دینے والا ہو وہ ہو یا وہ جو مخفی ہے مثلاً ایک انسان کی خوبیاں لبا اوقات اس میں مخفی ہوتی ہیں جب تک وہ جلوہ نہ دکھائیں اس کی خوبیوں کا پتہ نہیں چلتا اور صورت بالعموم ظاہر و باہر ہوتی ہے اور وہ دکھائی دے دیتی ہے اس صورت میں خواہ یہ کیفیت ہو یا دوسری "خواہ ذہنی ہو خواہ خارجی" خواہ ذہن کے اندر کوئی نور پیدا ہوا ہے جس کا ظاہر سے تعلق نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی کوئی صفت ذہن پر روشن ہوتی ہے، کوئی عرفان کا نکتہ ہاتھ آیا ہے۔ یہ نور کے لمحات ہیں جو ذہن کو میسر آتے ہیں اور ایک ظاہری طور پر خدا کی جلوہ گری کو کسی چیز میں دیکھتا ہے وہ بھی نور ہے۔ تو فرمایا جو بھی مختلف شکلیں اور کی تم سوچ سکتے ہو وہ تمام تر شکلیں "اسی کے فیض کا عطیہ ہیں یہ ہے مطلب۔ "اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" کا کہ کوئی بھی فیض ایسا نہیں جو کائنات میں ظاہر ہو یا مخفی ہو اس صورت میں یا اس صورت میں جو خدا سے فیض یافتہ نہ ہو۔ پس ان معنوں میں "اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ" کا مطلب یہ بنے گا کہ ہر مخلوق خدا تعالیٰ سے فیض یافتہ ہے اگر خدا کا فیض اس سے تعلق توڑے تو وہ کالعدم ہو جائے گی بلکہ عدم ہو جائے گی۔ کوئی وجود وجود رہ ہی نہیں سکتا جب تک خدا تعالیٰ کا فیض اس پر جلوہ گری نہ کرے۔ یہ تمام معنی ہے جس کا رحمانیت سے تعلق ہے اور جاندار اور بے جان، کائنات کا ذرہ ذرہ جو نظر آتا ہے یا نہیں آتا ان سب کا صفت رحمانیت سے تعلق ہے اور رحمانیت ان میں جلوہ گر ہے پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس تشریح کے بعد فرماتے ہیں "یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس فیض سے خالی نہیں وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے اس کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیوم اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہی وہی ہے"۔ یعنی تمام کائنات کا قیوم اس کو سہارا دینے والا ہے اور ہر نیچے اور اوپر کی پناہ ہی وہی اس کو پناہ ملتی ہے تو خدا کی طاقت ہی ملتی ہے۔ یہ تعریف ہے "اللّٰہ نور السّمٰوٰت والارض" کی۔ پھر فرمایا "جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانہ عدم سے باہر نکالا" یعنی نور کیوں کہا گیا ہے عدم کو ظلمت خانہ قرار دیا ہے عدم، وجود کے مقابل پر ایک ظلمت خانہ ہے اور عدم سے جب وجود ابھرتا ہے تو گویا نور ابھر آتا ہے اور عدم سے وجود تک آنچا لینے والی ذات اللہ کی ذات ہے۔

پس اس پہلو سے ہر چیز کا نور اللہ تعالیٰ ہے "جس نے ہر چیز کو ظلمت خانۂ عدم سے باہر نکالا اور خلعتِ وجود بخشا۔ بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے جو فی حد ذاتہٖ واجب اور قدیم ہو۔" یہ تعریف ہے اللہ کے نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہونے کی کیونکہ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فی ذاتہٖ نہیں نہ واجب ہیں یعنی اپنی ذات میں ہمیشہ کے لئے قائم رہ سکتی ہیں نہ ہمیشہ سے ہیں پس یہ خدا کا نور نہیں ہیں بلکہ خدا کے نور کے مظہر ہیں یہ نتیجہ آخر پر نکلتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آخر پر یہ فقرہ زائد کرنا ایک بہت ہی اہم مسئلے کو حل کر گیا ہے جسے ہزارہا سال سے فلسفی حل کرنے کی کوشش میں ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ نور ہے تو پھر جو چیز اس کا مظہر ہے وہ خدا ہی ہوئی اگر اس کے سوا کچھ نہیں تو ہم بھی خدا، یہ پھر "گڑیاں" پیتے، یہ روشنی کی شعاعیں یہ کُرّہ ہائے ارض و سماوات یہ تمام کے تمام اللہ ہی ہیں۔ وہ حد فاصل کیا ہے اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہاں ظاہر فرمایا ہے کہ یہ سارے جو اللہ کا نور کہلاتے ہیں ان میں اور اللہ میں یہ فرق ہے کہ یہ نور صرف خدا کے نور کے حجاب ہیں۔ فی ذاتہٖ ان میں نہ ہمیشہ سے ہونے کی صفت پائی جاتی ہے نہ ان میں سے کوئی چیز اپنی ذات میں قائم رہ سکتی ہے۔ خدا اپنی نگاہ کی تجلی جب کسی چیز سے اٹھالے وہ معدوم ہو جائے گی اور خدا معدوم ہو نہیں سکتا۔ ان سب چیزوں کا ایک آغاز ہے اور خدا کا آغاز کوئی نہیں۔ تو یہ حد فاصل آپ نے قائم فرمادی جس کے نتیجے میں یہ توہمات اٹھ گئے کہ یہ گویا خدا ہی ہیں اور کچھ نہیں ہیں اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حد ذاتہٖ واجب اور قدیم ہو یا اس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں"۔ کوئی بھی ایسا وجود کا تصور نہیں ہو سکتا جو خدا کے فیض کے بغیر اپنی ذات میں قائم رہ سکتا ہو۔ "یہی فیضان ہے جس نے دائرہ کی طرح ہر ایک چیز پر احاطہ کر رکھا ہے" کوئی بھی وجود جس کا آپ تصور کر سکتے ہیں اس دائرے سے باہر نہیں جا سکتا خدا کے فیضان کے دائرے کے اندر رہے گا۔ "جس کے فائز ہونے کے لئے کوئی قابلیت کی شرط نہیں" یعنی اس کے لئے کسی قسم کی ذاتی قابلیت کی کوئی شرط نہیں ہے۔ بری چیز کا تصور کر لیں اچھی چیز کا تصور کر لیں جو کچھ بھی ہے وہ خدا کے نور سے فیض یافتہ ہے یعنی جب تک جس حالت میں ہے خدا کے فیصلے کی محتاج اور اسی کی طاقت کی محتاج ہے۔ یہ سمجھنے سے شیطان کا وہ سوال بھی سمجھ آجاتا ہے کہ مجھے قیامت تک مہلت دے۔ شیطان کو اندازہ تھا کہ خدا کے سہارے کے بغیر اگر وہ مجھے اجازت نہ دے تو میں ایک لمحہ بھی ان بدی کاروائیوں کو بھی نہیں کر سکتا جن میں ملوث ہونا چاہتا ہوں پس شیطان بھی قیامت تک اللہ نے اس کو مہلت دی ہے تو وہ کام کر رہا ہے ورنہ یہ کام کبھی نہیں کر سکتا تھا تو اس سے وہ تعلق سمجھ آگیا جو نیک و بد کا تعلق ہے اور خدا کی ذات میں یہ تعلق کہاں کیسے قائم ہوتے ہیں اللہ نیکی چاہتا ہے مگر جب کوئی بد بنتا ہے تو ایک فیصلہ کرتا ہے کہ میں نیکی نہیں چاہتا میں بدی چاہتا ہوں اللہ جن چیزوں کو اجازت دیتا ہے کہ وہ چاہیں تو نیک رہنے کا فیصلہ کریں چاہیں تو بد رہنے کا فیصلہ کریں وہ نیک اور بد کی تمیز بھی رکھتی ہیں اور نیک اور بد ہونے کی طاقت بھی رکھتی ہیں لیکن چونکہ خدا کے بغیر نہ ان کی بد حالت قائم رہ سکتی ہے نہ نیک حالت اس لئے نور کا ایک تعلق دونوں سے بن جاتا ہے۔ بذات خود خدا سے بدی نہیں پھوٹ سکتی۔ مگر بدی کو مجال نہیں کہ خدا کی اجازت کے بغیر قائم رہ سکے پس اجازت کا ہونا نیک و بد کی تقدیر کا حل ہے اور اس کو آپ سمجھ جائیں تو پتہ لگے گا کہ خدا سے شر نہیں پھوٹتا مگر خدا کی اجازت کے بغیر شر بھی نہیں سکتا اور چونکہ اجازت سے رہ سکتا ہے اور رہنے اور شر کو رکھنے والا اس فیصلے میں مختار ہے کہ شر کو اختیار کرے یا نیکی کو اختیار کرے اس لئے جزا سزا کا حکم جاری ہو جائے گا پس اللہ تعالیٰ نے شیطان کے اس مکالمہ کو محفوظ کر کے ہمیشہ کے لئے ہمارے سامنے یہ مسئلہ کھول دیا کہ شیطان بھی میری اجازت کے بغیر رہ نہیں سکتا تھا۔ میں نے اجازت دی اور یہ بھی کہا کہ اپنے بندوں کو بھی اجازت دیتا ہوں کہ چاہیں تو تیری پیروی کریں چاہیں تو میری پیروی کریں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے تمام ہونے کا ایک حیرت انگیز نظارہ ہے۔ شیطان کو اجازت دے کر بندوں کو یہ نہیں کہا کہ تمہیں بالکل اجازت ہی نہیں ہے تم اس کی طرف جا ہی نہیں سکتے۔ تو اجازت دی وہ واپس لے لیتا دوسرے ہاتھ سے فرمایا تم فکر نہ کرو تم جو زور لگانا ہے لگا لو اپنے پیادے چڑھا لاؤ، اپنے گھوڑے دوڑا لاؤ تمام طاقتیں استعمال کرو دائیں سے بھی آؤ بائیں سے بھی آؤ۔ جہاں سے تم نظر نہیں آتے وہاں سے بھی حملہ آور ہو اجازت ہے کہ جو چاہے تمہارے پیچھے چلے جو چاہے میرے پیچھے آئے۔ مگر جو میرے خالص بندے ہیں وہ تمہیں تیرے پیچھے نہیں لگیں گے اجازت کے باوجود تیرا ان پر غلبہ نہیں ہوگا۔ یہ تقدیر خیر و شر ہے جو قرآن کریم نے اس ازلی نکتے کے حوالے سے بیان فرمائی ہے۔

اللہ کے نور کا مظہر کامل اگر دنیا میں کوئی ظاہر ہوا یا مخلوقات میں کوئی بھی نور بن کے چمکا تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تھے

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ہر چیز جس کا بھی آپ تصور کر سکتے ہیں وہ نور ہی پر مبنی ہے تو مطلب ہے فیض یافتہ ان معنوں میں ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی بد حالت بھی قائم نہیں رہ سکتی، کوئی اندھیرا قائم نہیں رہ سکتا، کوئی گڑھا قائم نہیں رہ سکتا، کوئی نقصان کا موقع پیدا ہو نہیں سکتا مگر ایک اجازت عام ہے جس کے تحت یہ واقعات اور حادثات رونما ہوتے ہیں لیکن اس کے علاوہ ایک فیض خاص بھی ہے اور اس آیت کے پہلے ٹکڑے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ فیض خاص کی بات شروع ہو گئی ہے۔ اب اس کی تفصیل کیا ہے اسے ایک تمثیل کی صورت میں ہمارے سامنے رکھا گیا ہے فرماتے ہیں۔

"لیکن بمقابلہ اس کے ایک خاص فیضان بھی ہے جو مشروط بشرائط ہے اور انہی افراد خاصہ پر فائض ہوتا ہے جن میں اس کے قبول کرنے کی قابلیت و استعداد موجود ہے"۔

یہ جو فیض عام تھا جیسا کہ میں نے دکھا دیا آپ کو اس میں نیک و بد خدا کے بندے مخلوق جو خدا کے ہو سکتے ہیں وہ بھی شامل ہیں اور بد بھی شامل ہیں اور اس فیض عام کی مثال ایسی بارش کی طرح ہے جو نیک و بد سب پر برابر اترتی ہے وہ نعمتیں دنیا کی جس سے بسا اوقات بد زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں اور نیک کم فائدہ اٹھاتے دکھائی دیتے ہیں یہ اللہ کا نور ہی تو ہے یہ ساری نعمتیں۔ پس جب بد قومیں بھی زندہ ہیں اور بعض دفعہ طاقتور ہو جاتی ہیں بعض دفعہ انہیں عارضی غلبہ نیک قوموں پر بھی نصیب ہو جاتا ہے تو صاف دکھائی دے دیتا ہے کہ ان کی یہ طاقت ان کا عیش و عشرت ان کا خدا کے انعامات سے فیض پانا رحمتِ عام کے نتیجہ میں ہے اور یہ اعتراض نہیں اٹھتا کہ گویا

بدی کا خدا سے تعلق ہے۔ بدی اس کے اذن اور اس کی رحمت سے بعض دفعہ اسی طرح فائدہ اٹھاتی ہے جس طرح نیکی فائدہ اُٹھاتی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس مضمون کو دوسری جگہ یوں کھول دیا ہے کہ میں نے اچھی چیزیں جتنی بھی تھیں یہ دُنیا میں تو نیک و بد دونوں کے استفادے کے لئے پیدا کی ہیں۔ نیکوں کے لئے پیدا کیں مگر بد بھی فائدہ اُٹھائیں گے لیکن مرنے کے بعد یہ چیزیں ان کے لئے مخصوص ہو جائیں گی جو میرے بندے بن کر، میرے بندے بننے کی حالت میں وفات پائیں۔ وہاں نیک کے لئے خاص ہوں گی بد ان سے محروم رہ جائیں گے۔ یہ وہ اضافہ خاص ہے یہ وہ خاص رحمت ہے جو ان بندوں پر نازل ہوتی ہے جو شیطان کے اثر کو قبول نہیں کرتے اور ان کے اس رحمت کے مستحق بننے کے لئے کچھ شرطیں مقرر ہیں، کچھ ایسے اعمال ان سے وابستہ ہیں جن کے نتیجے میں پھر یہ فیض خاص اُترتا ہے ورنہ نہیں اُترتا۔ نور کی اس قسم کو اللہ تعالیٰ نے اس مثال میں ظاہر کیا جس میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو نور کی مثال بنا کے دکھایا یعنی یہ رحمت خاص جو خدا کے خاص، مخصوص بندوں پر نازل ہوتی ہے یہ جب عروج کر لیتی ہے اور اپنے ارتقاء کو پہنچ جاتی ہے جب یہ معراج کی حالت تک پہنچ جاتی ہے اس وقت محمدؐ رسول اللہ کا نور چمک اُٹھتا ہے اور وہی نور ہے جو اس حالت کی آخری ترقی کا نام ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی تعریف میں فرماتے ہیں:

"..... افراد خاصہ پر فائض ہوتا ہے جن میں اس کے قبول کرنے کی قابلیت و استعداد موجود ہے یعنی نفوس کاملہ انبیاء علیہم السلام پر جن میں سے افضل و اعلیٰ ذات جامع البرکات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔"

پس خدا کے بندوں میں سے وہ طبقہ خاص جسے انبیاء کہا جاتا ہے وہ بطور خاص اس نور کے محل بن جاتے ہیں اس کے مورد ہو جاتے ہیں اور ان میں سب سے اوپر اور بالا مقام محمدیت کا مقام ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فائز ہوئے۔

> جس طرح مادی دُنیا میں نور اعلیٰ نظر کا محتاج ہے اسی طرح روحانی دُنیا میں بھی نظر کے صیقل ہونے سے مسائل آسان ہو جاتے ہیں۔

میں کوشش تو کر رہا ہوں آپ کو سمجھانے کی مگر کئی خطوں سے پتہ چلتا ہے کہ بعض لوگوں کے لئے اس کا سمجھنا مشکل ہے۔ کئی خطوں سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے مدتوں کے اُلجھے ہوئے مسئلے حل ہو گئے اس لئے میں مضمون پر بے شک اور بھی کہتا چلا جاؤں گا اور جو عجیب لطف کی بات ہے جس کا اس مضمون سے تعلق ہے وہ یہ ہے کہ ان خطوں میں تعلیم کا فرق ظاہر نہیں ہے تعلیم کوئی شرط نہیں ہے۔ بعض بڑے بڑے تعلیم یافتہ لکھتے ہیں کہ کچھ نہیں پلّے پڑا، کچھ سمجھ نہیں آئی۔ بعض بالکل ان پڑھ جو صرف لکھنا پڑھنا جانتے ہیں وہ حیرت انگیز طور پر سمجھتے بھی ہیں اور پھر تبصرہ ایسا کرتے ہیں جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ان کا دل روشن ہوا تھا تو یہ تبصرہ ہوا ہے اور اس سے اس مضمون کا تعلق ہے جواب میں بیان کرنے لگا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جو مخلوقات میں نور کامل تھے، تعلیم میں بالکل سب سے پیچھے تھے بظاہر، ایک ایسی قوم میں جن کو پڑھنے لکھنے کا شوق ہی نہیں تھا اس قوم میں ایک بظاہر ان پڑھ کی صورت میں پیدا ہوئے اور اس کے باوجود اتنی ترقی کی کہ نور کامل کا مخلوق میں مظہر بن گئے۔ اللہ کے نور کا مظہر کامل اگر دُنیا میں کوئی ظاہر ہوا یا مخلوقات میں کوئی بھی نور بن کے چمکا تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تھے۔ پس ان باتوں کو جو لوگ عالمانہ باتیں کہتے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ صرف اہل علم کی مجلس میں گفتگو ہونی چاہیئے ان کو میں سمجھاتا ہوں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی باتوں کا تمام بنی نوع انسان سے تعلق ہے اور کوئی یہ عذر نہیں رکھ سکتا کہ میں تعلیم یافتہ نہیں تھا اس لئے سمجھ نہیں سکا کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو کس نے تعلیم دی تھی۔ یہ نور تقویٰ ہے جو روشنی عطا کرتا ہے، جو علم سکھاتا ہے، جو عرفان کو بڑھاتا ہے۔ پس اگر کچھ دقت ہے تو اپنی نظر کی فکر کریں کیونکہ آسمان سے جو نور اُترتا ہے اگر بصیرت تیز نہ ہو تو وہ دھندلا بھی دکھائی دے دیتا ہے اس کا تعلیم سے کوئی تعلق نہیں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں چونکہ زیادہ پڑھا لکھا نہیں ہوں اس لئے دن کے وقت مجھ سے چلنا مشکل ہے، مجھے روشنی نظر نہیں آتی، میری بہت معمولی تعلیم ہے اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ میری تعلیم بہت ہے اس لئے اندھیرے میں میں صاف چلتا ہوں۔ اس کا نور بصیرت سے تعلق ہے جس طرح مادی دُنیا میں نور اعلیٰ نظر کا محتاج ہے اس طرح روحانی دُنیا میں بھی نظر کے صیقل ہونے سے مسائل آسان ہو جاتے ہیں۔ پس نظر کی فکر کرنی چاہیئے یعنی ان معنوں میں کہ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نور بصیرت کو تیز کرے اور وہ چیزیں جو واقعۃً بعض مراحل پر مشکل ہو جاتی ہیں مثلاً دور سے بعض باریک چیزیں عام نظر کو دکھائی نہیں دیتیں تو اس پہلو سے بعض مضامین مشکل بھی ہوتے ہیں کہ باریک باتوں سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے لئے باریک نظر کی ضرورت ہے لیکن وہ باریک نظر کی صلاحیت خدا نے سب کو عطا کی ہے اور اسے اُجاگر کرنے کے لئے تقویٰ کی عینکوں کی ضرورت ہے۔ اعلیٰ درجہ کی تقویٰ کی عینک لگائیں تو باریک سے باریک چیز موٹی ہو کر آپ کی نظر کے سامنے اُبھر آئے گی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس لئے یہ باتیں دکھائی دے رہی ہیں کہ اس دور میں آپ سے بڑھ کر متقی کوئی نہیں تھا اور آپ کی آنکھ سے ہم بھی تو دیکھ سکتے ہیں کسی حد تک، اگر پوری طرح نہیں تو کچھ نہ کچھ شعور ان نظاروں کا ہم کر سکتے ہیں۔ جو مسیح موعود علیہ السلام نے کئے۔ اسی لئے ان باتوں کو سمجھا کر، آپ کے لئے نسبتاً آسان بنا کر میں سامنے رکھ رہا ہوں اور اُمید رکھتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ اللہ ہم سب کی وہ نظر تیز کرے جو الٰہی نور دیکھنے کی صلاحیت رکھتی ہو جب خدا اُسے دکھائے کیونکہ بذات خود الٰہی نور کو دیکھنے کی کوئی صلاحیت نہیں رکھتا۔

> اللہ کا نور جیسا محمدؐ رسول اللہ کے دِل میں جلوہ گر تمام دیکھنے والوں کو دکھائی دے سکتا تھا اور دُنیا میں کسی وجود میں یہ صلاحیت ہی نہیں تھی کہ اس طرح شفاف طور پر ایک ادنیٰ سا بھی میل ڈالے بغیر بعینہٖ جیسا حاصل کیا تھا اسی صورت میں وہ روشن کر کے دُنیا کو دکھائے۔

فرماتے ہیں "چونکہ وہ فیضان ایک نہایت باریک صداقت ہے" اب دیکھ لیجئے وہی مضمون ہے جو میں نے ابھی آپ کے سامنے

رکھا تھا۔" چونکہ وہ فیضان ایک نہایت باریک صداقت ہے اور دقائق حکمیہ میں سے ایک دقیق مسئلہ ہے۔ کیونکہ یہ فیضان مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں جس کی میں بات کرنے لگا ہوں یہ ایک بہت باریک صداقت ہے اور وہ دلائل جو حکمتوں سے تعلق رکھنے والے مسائل ہیں جو میں آپ کے سامنے کھولنے لگا ہوں فرماتے ہیں "اس لئے خداوند تعالیٰ نے اول فیضان عام کو (جو بدیہی الظہور ہے) بیان کر کے پھر اس فیضان خاص کو جو بغرض اظہار کیفیت نور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ایک مثال میں بیان فرمایا ہے۔"

فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے یہ مسئلہ آسان فرما دیا۔ پہلے نور عام کی بات کی جسے ہر کس و ناکس سمجھ سکتا تھا "اللہ نور السموٰت والارض" اس پر غور کرو تو واقعتاً ہر آدمی کو سمجھ آجائے گی کہ خدا کے منشاء اور اس کے ارادے کے بغیر کوئی چیز نہ بن سکتی ہے نہ قائم رہ سکتی ہے۔ اس وقت تک رہے گی جب تک خدا چاہے گا اور اس کی تمام صفات مبنی ہیں اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں کیا صفات رکھی ہوئی ہیں۔ جب تک ان صفات کی حفاظت فرماتا ہے اللہ یا اس کا قانون اس وقت تک وہ رہتی ہیں۔ جب وہ حفاظت کا ہاتھ اٹھ جاتا ہے تو ضائع ہونی شروع ہو جاتی ہیں جب تک خدا کی تقدیر کے ڈیزائن میں کسی کے نور کے قائم رہنے کا ارادہ چلتا ہے اس وقت تک وہ چلے گی اس کے بعد جواب دے جائے گی۔ انسان کے ڈیزائن میں اللہ کے نور کا دخل ہے اس کے بغیر انسان کی تصویر، اس کی تشکیل ہو ہی نہیں سکتی تھی اس ڈیزائن میں اللہ تعالیٰ نے یہ رکھا ہے کہ ایک وقت تک میں اسے بڑھاتا چلا جاؤں گا اس کی تمام صلاحیتیں چمکتی جائیں گی اور زیادہ طاقتور ہوتی چلی جائیں گی پھر ایک وقت آئے گا کہ وہ ڈھلنے لگیں گی اور جس طرح دن ڈھل جاتا ہے سورج غروب ہونے لگتا ہے اسی طرح وہ انسان واپس اپنی حالت کو لوٹنا شروع ہو جائے گا اسی کو بڑھاپا کہتے ہیں۔ ایسا بڑھاپا جو تمام صلاحیتوں پر قابض ہو جائے اس کو ارذل العمر کہا جاتا ہے تو صلاحیتیں آتی ہیں، منتقی ہیں مگر نور خدا نہیں مثلاً اس لئے یہ صلاحیتیں نور خدا کہلانے کے باوجود نور خدا نہیں ہیں یعنی نور کا پرتو تو ہیں لیکن خود اپنی ذات میں نور نہیں ہیں۔ اور جہاں تک اللہ کے نور کی کیفیت کا تعلق ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں وہ صرف ایک مثال کی صورت میں دیا جا سکتا تھا کیونکہ خدا کے نور کی کنہ، اس کی حقیقت، اس کا فیض انسان کسی صورت پا ہی نہیں سکتا۔ اس کا فیض تو پا سکتا ہے۔ اس کا عرفان، حقیقی عرفان اس کا ادراک حاصل نہیں کر سکتا یہ انسان کی صلاحیتوں سے بالا بات ہے۔

پس تمثیلات دے کر ہمیں سمجھاتا ہے اور سب سے اچھی مثال، سب سے پیاری، سب سے پاکیزہ، سب سے زیادہ صادق آنے والی مثال جو خدا کو نظر آئی وہ محمد رسول اللہ ﷺ اور محمد رسول اللہ ہیں۔ تو فرماتا ہے "مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح" بطور مثال اس نے بیان کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "تا اس دقیقہ نازک کے سمجھنے میں ابہام اور دقت باقی نہ رہے" اگر خدا تعالیٰ محمد رسول اللہ کی مثال دے کر اپنے نور کو نہ سمجھاتا تو یہ اتنا باریک نکتہ تھا کہ کسی انسان کے بس میں اس کا سمجھنا نہیں تھا اس لئے محمد رسول اللہ کی مثال کے حوالے سے ان باریک تر معارف کو ہم پر کھولنے کا ایک رستہ پیدا فرما دیا۔

"کیونکہ معانی معقولہ کو صور محسوسہ میں بیان کرنے سے ہر ایک غبی و بلید بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے۔" اس لئے ایسا کیا گیا کہ معقولات کی دنیا کو تصویری زبان میں پیش کر دیا جائے اور بنا کر DEMONS-TRATE کر کے دکھایا جائے تو ایک غبی، موٹی عقل والا اور معمولی فہم والا انسان بھی ان لطائف کو سمجھ سکتا ہے جو اس مثال کی مدد کے بغیر سمجھ نہیں آسکتے تھے۔ پس اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مثال بیان فرمائی ہے۔ "بقیہ ترجمہ آیات ممدوحہ یہ ہے۔ اس نور کی مثال (فرد کامل میں جو پیغمبر ہے) یہ ہے جیسے ایک طاق یعنی سینہ مشروح حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم" یہ جو فرمایا ہے کہ مثل نورہ کمشکوٰۃ، مشکوٰۃ کہتے ہیں طاق کو تو آپ نے فرمایا طاق سے کیا مراد ہے۔ محمد رسول اللہ کی مثال میں ان کے کیا معنے ہیں، فرماتے ہیں، حضرت اقدس محمد رسول اللہ کا کھلا سینہ وہ سینہ جو کائنات کی وسعتوں کو سمیٹنے کے لئے کھل چکا تھا اور ایسا وسعت پذیر تھا کہ اللہ کے نور کی وسعتیں اس سینے میں معرفت بن کے اتر سکتی تھیں اور اترتی تھیں اس کو مشکوٰۃ فرمایا ہے۔ مشروح لفظ میں یہ حکمت بیان ہوئی ہے کہ کیوں محمد رسول اللہ کا سینہ چنا گیا کیونکہ اس میں وسعتیں بہت تھیں۔

"اور طاق میں ایک چراغ" اور طاق کے اندر یعنی اس سینے میں ایک چراغ ہے وہ کیا ہے فرمایا وہ وحی ہے۔ اللہ کی وحی جو نازل ہوتی ہے وہ چراغ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ کے نور کو اپنے نور کی مثال کے طور پر محمد رسول اللہ کے سینے میں روشن دکھایا ہے۔ "اور چراغ ایک شیشے کی قندیل میں جو نہایت مصفّٰی ہے" چراغ کہاں ہے ایک شیشے کے لیمپ میں۔ قندیل فتیح کو کہتے ہیں جس میں ارد گرد شیشے کا گلاس ہو تو فرمایا ایک شیشے کی قندیل میں ہے جو نہایت مصفّا ہے وہ ایسا صاف ہے کہ اس روشنی کو اپنے سے گزارتے ہوئے گدلا نہیں کرتا بلکہ وہ پوری طرح مصفّا حالت میں چمکتی ہوئی ہر طرف پھیلتی ہے۔

پس محمد رسول اللہ کا دل اس لئے لازم تھا کہ اللہ کا نور جیسا محمد رسول اللہ کے دل میں جلوہ گر تمام دیکھنے والوں کو دکھائی دے سکتا تھا اور دنیا میں کسی وجود میں یہ صلاحیت ہی نہیں تھی کہ اس طرح شفاف طور پر ایک ادنیٰ سی بھی میل ڈالے بغیر بعینہٖ جیسا حاصل کیا تھا اسی صورت میں وہ روشن کر کے دنیا کو دکھا دے۔ یہ بنیادی صفت تھی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دل کی جس کی وجہ سے آپ کو نور کی قندیل بنایا گیا۔ فرماتے ہیں:-

> محمد رسول اللہ کا وجود اپنے روحانی خصائل کے لحاظ سے مشرق اور مغرب کی کوئی تمیز نہیں کرتا۔ کسی ایک کے لئے آپ کے دل میں کوئی تعصب نہیں پایا جاتا۔ سب کے لئے برابر فیض رساں ہیں۔

"یعنی نہایت پاک اور مقدس دل میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہے جو کہ اپنی اصل فطرت میں شیشہ سفید اور صافی کی طرح ہر یک طور کی کثافت اور کدورت سے منزہ اور مطہر ہے" یعنی ایسے صاف شیشے کی طرح جس میں ادنیٰ سی بھی میل نہ ہو، ہر چیز سے پاک کر دیا گیا ہے، ہر کدورت سے صاف ہے اور مطہر ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے پاکیزگی عطا فرمائی گئی ہے۔ "اور تعلقات ماسوی اللہ سے بکلی پاک ہے" اب آپ یہ دیکھیں کہ کیسی عظیم الشان تفسیر ہے دل کے پاک اور صاف، کدورتوں سے پاک ہونے کی۔ فرماتے ہیں اللہ کے سوا ہر دوسرے تعلق کی میل سے پاک ہے اور وحی الٰہی اگر ایسے دل سے جلوہ گر ہو جس میں دنیا کا کوئی بھی میلان ہو تو اسی حد تک وحی الٰہی کا انعکاس مکدر ہو جائے گا۔ پس جس کو ہم شیشوں کے داغ کہتے ہیں وہ خدا کے سوا دنیا کے تعلقات کے داغ ہیں جو انسان کو خود وحی الٰہی سمجھنے سے بھی محروم کر دیتے ہیں۔ کسی حد تک اس کا انعکاس جو ہوتا ہے وہ ان رشتوں کے حوالے سے بھی ہونے لگتا ہے جو اس کے دل کے خدا کے علاوہ رشتے ہیں۔

تو جب مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں بے داغ، کدورت سے پاک تو یہ فرضی باتیں نہیں ہیں کہ فرضی تعریف ہو رہی ہے۔ لفاظی نہیں ہے ایسی گہری حقیقتیں ہیں کہ ان میں اتر کر جب آپ منشاء مبارک کو سمجھیں تو پھر سمجھ آتی ہے کہ نور کیا تھا اور کیا ہے اور کن معنوں میں اسے نور قرار دیا گیا ہے پس وہ قلب صافی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو ایک قندیل کے طور پر نور اللہ کے لئے بنایا گیا یعنی اس پر وحی نازل ہو اور اس وحی کی چمک ہر کثافت سے پاک ہو کر تمام دنیا کو روشن کر دے یہ وہ نور کی مثال ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے پیش کی گئی ہے۔ پھر فرماتے ہیں:

" اور شیشہ ایسا صاف کہ گویا ان ستاروں میں سے ایک عظیم النور ستارہ ہے جو کہ آسمان پر بڑی آب و تاب کے ساتھ چمکتے ہوئے نکلتے ہیں" یعنی دنیا کی بات کرتے ہوئے "کوکب دری" کہہ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ محمد رسول اللہ کو دنیا سے بلند کر دیا ہے کہ سطح سے بالا ستاروں کے جھرمٹ میں داخل فرمایا ہے اور اس ستارے کی مثال دی ہے جو سب سے زیادہ روشن ہے اور وہ بھی اللہ ہی کے نور سے چمکتا ہے تو ارضی ہوتے ہوئے سماوی ہو جانا یہ اس دل کا ایک خاصہ تھا جسے "کوکب دری" نے ظاہر فرما دیا " یعنی حضرت خاتم الانبیاءؐ کا دل ایسا صاف کہ کوکب دری کی طرح نہایت منور اور درخشندہ جس کی اندرونی روشنی اس کے بیرونی قالب پر پانی کی طرح بہتی ہوئی نظر آتی ہے وہ چراغ زیتون کے شجرہ مبارکہ سے یعنی زیتون کے روغن سے روشن کیا گیا ہے "۔

اب یہ بھی ایک مسئلہ ہے جس پہ لوگ غور کرتے ہیں پھر ہار کے چھوڑ دیتے ہیں کہ زیتون کے روغن سے کیا مراد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اللہ نے جو انکشاف فرمایا وہ یہ ہے "شجرہ مبارکہ زیتون سے مراد وجود مبارک محمدی ہے کہ جو بوجہ نہایت جامعیت و کمال انواع و اقسام کی برکتوں کا مجموعہ ہے جس کا فیض کسی جہت و مکان و زمان سے مخصوص نہیں بلکہ تمام لوگوں کے لئے عام علیٰ سبیل الدوام ہے اور ہمیشہ جاری ہے کبھی منقطع نہیں ہوگا" یہ فرمانا اس غرض سے ہے کہ جتنے بھی خدا تعالیٰ نے شجر بنائے ہیں انسان کے فائدے کے لئے، آپ فرماتے ہیں کہ زیتون کا شجر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صفات کی مثال بننے کا سب سے زیادہ حق رکھتا ہے کیونکہ یہ وہ شجر ہے جو شرق و غرب میں برابر پایا جاتا ہے اور جس کے اندر سے نہایت ہی صافی تیل نکلتا ہے ایسا صاف، تیل کسی اور درخت کے پھل میں سے نہیں نکلتا جیسا صاف اور پاکیزہ اور سفید تیل زیتون کے درخت سے نکلتا ہے۔

اپنے دل کو ان کثافتوں سے پاک کریں جو دنیا و ی آلائشوں کی کثافتیں ہیں کیونکہ جب آپ صاف کر لیں گے تو پھر وہ فطرت میں جو نور ہے وہ بھی دکھائی دینے لگے گا وہ بھی جولانی دکھائے گا اور نور جو آسمان سے اترا کرتا ہے اسے قبول کرنے کی بھی صلاحیت پیدا ہوگی

پس شجرہ طیبہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا وجود مراد ہے اور اس شجرہ طیبہ کی مثال زیتون سے دی گئی ہے۔ زیتون کے تیل کے اور جو فوائد ہوں یہ پاک تیل جب جلتا ہے تو کم سے کم دھواں پیدا ہوتا ہے اس سے بلکہ شاید دھواں نہ ہی پیدا ہوتا ہو۔ میرے علم میں ظاہری تیل کی تفصیلات تو معلوم نہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مثال اس سے بہتر دی نہیں جا سکتی تھی الخ)

لئے اسی پر اکتفاء ہے مگر کن معنوں میں یہ تیل محمدؐ رسول اللہ کی ذات سے تعلق رکھتا ہے اس کی تشریح خود قرآن نے کر دی اور اس پہلو سے زیتون کا درخت بھی نیچے گرا ہوا دکھائی دیتا ہے پس مثال کے لئے ضروری نہیں کہ جس کی مثال ہو اس پر بعینہٖ چسپاں ہو۔ اللہ کے نور کی مثال دی گئی ہے مگر حضرت محمد رسول اللہ عین اللہ تو نہیں ہیں اس لئے مثال کے وقت یہ جو کمزوریوں کا فرق ہے یہ ایک مجبوری ہے۔ مثال کے وقت قریب ترین چیز ڈھونڈی جاتی ہے۔ پس نور الٰہی کے لحاظ سے قریب ترین چیز محمدؐ رسول اللہ تھے۔ محمدؐ رسول کے وجود کی مثال کے لئے قریب ترین چیز شجرہ مبارکہ زیتون ہے جس کا تیل نہایت شفاف ہے اور بیماریوں سے پاک ہے اور کم سے کم کثافت رکھتا ہے۔

اس مضمون کو طبی نقطہ نگاہ سے آپ یوں سمجھ سکتے ہیں کہ جتنے بھی FATS ہیں جن میں کھانے پکتے ہیں، جتنے بھی روغنیات ہیں جن سے کھانے پکتے ہیں ان میں تمام دنیا کے سائنس دانوں نے تحقیق کے بعد یہ اتفاق کیا ہے کہ زیتون کا تیل کھانے والوں کو کم سے کم دل کا حملہ ہوتا ہے اور کسی اور روغن سے دل اتنا محفوظ نہیں جتنا اس روغن سے محفوظ ہوتا ہے پس وہ علاقے جہاں زیتون کا تیل کھایا جاتا ہے اور خوب کھایا جاتا ہے ان میں کم سے کم دل کے حملے کی واردات ہوتی ہیں۔ تو کثافت کے نقطہ نگاہ سے روغن چاہے کوئی بھی ہو ایک کثافت اپنے اندر رکھتا ہے جو دل پر اثر انداز ہوتی ہے اور وہ کثافت نالیوں میں بیٹھتی ہے اور اس کے نتیجہ میں دل غرق ہو جاتے ہیں، دل ڈوب جاتے ہیں تو زیتون میں آپ دیکھ لیں وہ کثافت کم سے کم ہے۔

لیکن روحانی معنوں میں اللہ تعالیٰ نے اس کو یوں بیان فرمایا جو آگے ذکر آئے گا میں وہاں بتاؤں گا پھر۔ اب واپس اس عبارت پہ چلتے ہیں جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہیں آپ کے سامنے پڑھ رہا تھا زیتون کے شجرہ مبارکہ سے وہ روشن کیا گیا ہے "شجرہ مبارکہ زیتون سے مراد وجود مبارک محمدی ہے کہ جو بوجہ نہایت جامعیت و کمال انواع و اقسام کی برکتوں کا مجموعہ ہے جس کا فیض کسی جہت و مکان و زمان سے مخصوص نہیں بلکہ تمام لوگوں کے لئے عام علیٰ سبیل الدوام ہے اور ہمیشہ جاری ہے، کبھی منقطع نہیں ہوگا اور شجرہ مبارکہ نہ شرقی ہے نہ غربی" یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وجود کے متعلق فرمایا ہے کہ نہ یہ شرقی ہے نہ غربی ہے اس کا تعلق کل عالم سے ہے۔ یعنی جس طرح زیتون ایک عالمی فیض کا درخت ہے جس کے تیل سے شرق و غرب برابر استفادہ کرتے ہیں محمد رسول اللہ کا وجود اپنے روحانی خصائل کے لحاظ سے شرق و غرب کی کوئی تمیز نہیں کرتا کسی ایک کے لیئے آپ کے دل میں کوئی تعصب نہیں پایا جاتا، سب کے لئے برابر فیض رساں ہیں۔

پھر فرماتے ہیں "یعنی طینت پاک محمدی میں نہ افراط ہے نہ تفریط بلکہ نہایت توسط و اعتدال پر واقع ہے" دوسرا معنی اس کا یہ ہے کہ شرق و غرب نہیں یعنی نہ ایک طرف رجحان نہ دوسری طرف یعنی وسط میں واقع ہیں نہ شرقی نہ غربی کا مطلب ہے پنڈولم کے دو کناروں کی طرح یہ نہیں کہ آپ کسی ایک کنارے پر واقع ہوں یا ایک یا دوسرے پر بلکہ وسط میں جہاں قرار ملتا ہے پنڈولم کو جو ایک دائمی حالت ہے اور وہ شرق و غرب کی حرکتوں کی عین بیچ میں واقع ہے جو دونوں کے لئے یکساں اور سانجھا ہے اس مرتبہ وسط پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو پیدا فرمایا گیا۔ اس لئے تمام انسانی صلاحیتوں کے نقطہ نگاہ سے بھی آپ وسط میں واقع ہیں۔ تمام انسانی تعلقات کے نقطے سے بھی آپ وسط میں واقع ہیں اپنی تعلیمات کے لحاظ سے بھی آپ وسط میں واقع ہیں اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ تعلیمات مشرق کے لئے تو موزوں ہیں مغرب کے لئے نہیں یا مغرب کے لئے تو موزوں ہیں مشرق کے لئے نہیں اس لئے وسطی ہونا آپ کے اعتدال، عدل اور انصاف کا بھی مظہر ہے اور آپ کے بہترین ہونے کا بھی۔

اسی لئے اوسط کا لفظ عربی میں اعلیٰ اور ارفع کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جو سب سے بیچ میں ہے وہ سب سے اعلیٰ ہے پس اس لحاظ سے آپ کا وجود شجرہ مبارکہ نہ شرقی ہے نہ غربی ہے - آپ کی ان صفات سے تعلق رکھتا ہے جو عالمی نوعیت کی ہیں جن صفات کی بناء پر آپ ہی ہیں جو اس بات کے حق دار تھے کہ کل عالم کے لئے خدا کے نور کا نمونہ بن کر اتریں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "اور احسن تقویم پر مخلوق ہے" احسن تقویم کی ایک عظیم الشان تعریف بھی یہ آپ نے فرما دی جو سورہ التین کی ایک آیت میں محاورہ ملتا ہے " لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ" ہم نے انسان کو احسن تقویم میں پیدا کیا ہے - اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تفسیر کی روشنی میں کہ تمام صفات کو معتدل بنا دیا ہے - ہم نے انسان کو اس حال میں پیدا کیا ہے کہ کسی جانور کی طرح کوئی ایک ہی حد سے بڑھی ہوئی صفت اکیلی اس میں نہیں پائی جاتی، اس میں شیر کی طرح بپھرنے کی بھی استطاعت ہے اور بھیڑ کی طرح جھک جانے اور عاجزی اختیار کرنے کی بھی صفات ہیں غرضیکہ ہر قسم کی صفات جو تمام دنیا کے جانوروں کو دی گئی ہیں ان کو برابر کر کے ان میں عدل پیدا کر کے ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور ارتقاء کے ایک لمبے دور کی طرف اشارہ ہے جو دراصل تعدیل کا دور ہے اس دور کی تکمیل پر پھر انسان کا پھل لگتا ہے - اس سے پہلے دوسرے جاندار تو ہیں مگر وہ تعدیل سے کچھ نہ کچھ فائدہ اٹھا چکے ہیں اس عدل کے انظام کی مکمل تصویر نہ بن سکے۔ تو تمام انسان سے نیچے کی حالتیں احسن تقویم کا پھل تو ہیں مگر پہلی منزلوں کے پھل ہیں، آخری منزل نہیں۔ انسان اس کی آخری منزل ہے اور انسان کی آخری منزل جس نے ایک وجود میں احسن تقویم کا تمام تر جلوہ پوری شان سے دکھایا وہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات جامع برکات ہے۔ فرماتے ہیں" اس شجرہ مبارکہ کے روغن سے جو چراغ وحی روشن کیا گیا ہے" وہ روغن سے مراد عقل لطیف نورانی محمدی مع جمیع اخلاق فطرتیہ ہے جو اس عقل کامل کے چشمہ صافی سے پرورده ہیں" اب یہ جو مضمون ہے یہ بہت اور بھی زیادہ باریک ہوتا جاتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسا صاف دکھائی دے رہا ہے کہ آپ فرماتے ہیں اس کے بعد کوئی غبی ہی ہوگا جو نہ سمجھے گویا کہ اکثر انسان واقعۃً جو ان باتوں کو بہت دقیق دیکھنے کی وجہ سے نہیں سمجھ سکتے اس مثال کے باوجود نہیں سمجھ سکتے وہ اپنے درجے کے اعتبار سے غبی دکھائی دیتے ہیں اصل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا نور فطرت ایسا صیقل کیا گیا تھا آپکو جو مزاج کا تیل عطا کیا گیا تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی صافی تیل کی برکتوں سے خود فیضیافتہ تھا اسلئے آپکو تو آسانی سے دکھائی دے دیا ہے اور وہ جو فقرہ ہے اس کا بوجھ اس لئے ہلکا ہو جاتا ہے جب ہم یہ سوچتے ہیں کہ آپ تو اسی دنیا کے تھے، اس دنیا کی چیزیں صاف دکھائی دیتی تھیں ہم جیسے کور باطنوں کے لئے تو غبی کہلانے کے سوا چارہ ہی کوئی نہیں رہا کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی صاف دکھائی نہیں دے رہا مگر اب جبکہ مسیح موعود علیہ السلام اپنی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں اور ہمیں دکھا رہے ہیں پھر تو دیکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے اتنی سی بات تو دنیا کے عام شاعروں کو بھی پتہ ہے - ۔

ایک شاعر کہتا ہے ؎

آئینہ تیری قدر کیا جانے ★ میری آنکھوں سے دیکھ تو کیا ہے

پس عام آئینہ بصیرت جو ہر انسان کو عطا کیا گیا ہے اس کو محمدؐ رسول اللہ کی قدر کا کیا پتہ - اگر دیکھنا ہے تو مسیح موعود کی آنکھوں سے دیکھیں کہ محمد رسول اللہ کا حسن کیا ہے اور یہ تفسیر جو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کوئی انسان جس میں شرافت کا مادہ ہو اور حیاء ہو اس تفسیر کو پڑھنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کبھی گستاخی کی زبان دراز نہیں کر سکتا۔ اسے سمجھ آتے نہ آئے اتنا یقین ضرور ہو جائے گا کہ ایک ایسے عارف باللہ کا کلام ہے جس کا محمد رسول اللہ سے ایک ازلی انصال ہے جیسا عاشق و معشوق کا کامل انصال ہوتا ہے اور اس انصال کے بغیر یہ نور آپ کو میسر آ ہی نہیں سکتا تھا۔

فرماتے ہیں، جو چراغ وحی روشن کیا گیا ہے اب آپ دیکھ لیں وحی کا چراغ اس تیل سے روشن ہوا ہے اس سے ایک بہت ہی بڑا عقدہ حل ہو گیا جو پیرا سائیکالوجی کی دنیا والے حل کرنے میں لگے ہوئے ہیں، ابھی تک ان کو سمجھ نہیں آئی - بات یہ ہے کہ وحی کے بغیر بھی بعض دفعہ انسانی قلب جو عام چیزوں سے ملوث نہ ہو بعض خاص دائروں میں صفا ہو ان دائروں میں چمک اٹھتا ہے اور ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جیسے وحی کے ذریعہ وہ کچھ دیکھ رہا ہے جو دوسروں کو نظر نہیں آ رہی - یہ ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے جو آج کل سائنس کی دنیا میں زیر بحث ہے اور اکثر سائنس دان جو شروع میں اس کو رد کر دیا کرتے تھے اب اسے تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں خواہ ان کو سمجھ آئے یا نہ آئے - امریکہ میں بھی اس پر بہت کام ہوا ہے روس میں بھی بہت ہوا ہے - یہاں کیمبرج یونیورسٹی میں بھی اس پر باقاعدہ کام ہو رہا ہے اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ حواس خمسہ کے بغیر ایک چیز ایسی باتیں کیسے معلوم کر سکتی ہے جس کے درمیان اور اس کے معلوم کرنے والے کے درمیان کوئی ایسا رابطہ نہ ہو جو حواس خمسہ کے ذریعہ اسے خبر دے مثلاً روشنی کے بغیر کسی نظارے کو دیکھنا یہ سائنس کے لحاظ سے ایک نہایت غیر معقول اور ناقابل قبول بات ہے مگر آنکھیں بند کر کے آپ ایک ایسا نظارہ دیکھ لیتے ہیں جو چین میں واقع ہو رہا ہے اور چین کے واقعہ کی اگر تحقیق کی جائے اور ثابت ہو جائے کہ عین اس لمحہ چین میں وہ واقعہ ہو رہا تھا تو ایک بڑی مشکل میں انسان مبتلا ہو جائے گا لیکن انسان کو جو اللہ تعالےٰ نے نور کی صلاحیت بخشی ہوئی ہے نور کے رابطے کی صلاحیت بخشی ہوئی ہے وہ اس تیل کی لطافت کو چاہتی ہے جو مثال کے طور پر شجرہ مبارکہ کا تیل محمد رسول اللہ کی طرف منسوب فرمایا گیا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وحی کو قبول کرنے کیلئے پہلے یہ تیل صافی اور شفاف ہونا چاہئے بلکہ جو بھڑکتا ہے وحی سے وہ تیل بھڑکتا ہے اگر نہ ہو تو وحی سے کچھ بھی نہیں بھڑکے گا۔ پہاڑ پر جلوہ ہو تو پہاڑ ریزہ ریزہ تو ہو جائے گا اسے وحی کا شعور کچھ نصیب نہیں ہوگا۔ پس وحی کے شعور کیلئے، اس سے روشنی پانے کے لئے اور ایک نئی تخلیق بن کر ابھرنے کے لئے ایک بنیادی فطرتی تیل کی ضرورت ہے جس کے لئے شفاف ہونا شرط ہے جتنا شفاف ہو اتنا ہی اس کے جلد تر بھڑک اٹھنے کا امکان موجود ہے اور روشن تر ہو جانے کا رستہ کھلتا ہے ورنہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ کیا چیز تھی، روغن کیا تھا "عقل لطیف نورانی محمدؐ"۔

عقل لطیف تو سمجھ آ گئی جو انسان کی عام عقل روشن ہو لیکن نورانی عقل سے مراد وہ چھٹی حس ہے جو ہر خاصہ سے تعلق رکھتی ہے جنہیں کو پانچ حسیں کہا جاتا ہے، حواس خمسہ ان میں سے ہر ایک حس میں ایک آخری مقام ہے لطافت کی انتہا کا اسے نورانی مقام کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حواس خمسہ تو بہت لطیف تھے لیکن اس کے علاوہ نورانی بھی تھے وہ اس حد تک صیقل ہو چکے تھے کہ عام انسانوں کے حواس سے بڑھ کر ان میں ایک نور پیدا ہو چکا تھا ایسی عقل لطیف جو نورانی ہو محمدی عقل کی طرح " مع جمیع اخلاق فاضلہ فطرتیہ ہے" یعنی صرف یہ نہیں بلکہ اس کے ساتھ اخلاق فاضلہ کا ہونا ضروری ہے اس لطیف چشمہ نور سے جو ایک تیل کی مثال کے طور پر بتایا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں اخلاق فاضلہ بھی پھوٹتے ہیں یہ جب اکٹھے ہو جائیں تو اس عقل کامل کے چشمہ صافی سے پرورده ہیں اور وحی کا چراغ لطائف محمدیہ سے روشن ہونا ان معنوں پر کر کے" لکھا ہوا ہے جس کا مطلب ہے ان معنوں کے لحاظ سے۔

اب یہ دیکھیں کہ آپ کہ نور کی جو لطافتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مثال سے سمجھی ہیں اس مثال سے ان لطافتوں کو سمجھنا ایک نور کا تقاضا کرتا ہے اور وہ نور کی آنکھ ہی ہے جو نصیب ہو تو انسان نور کو دیکھ سکتا ہے جس طرح دنیا کی آنکھ سبکو برابر میسّر ہے اور آیت کے پہلے حصّے کے ساتھ اس کا تعلق ہے " اللہ نور السموٰت والارض" اسی طرح دوسرے حصہ کے ساتھ عباد اللہ کا تعلق ہے جن پر شیطان کا غلبہ نہیں ہے - ان غلبے سے آزاد شیطانی غلبے سے آزاد خدا کے بندوں کو نور عطا ہو سکتا ہے کیونکہ ان کا نور فطرت بھی چمک رہا ہوتا ہے، ان کے اخلاق فاضلہ بھی لطیف تر ہوتے چلے جاتے ہیں اور ان کا سفر خدا کی طرف اس طرح ہوتا ہے کہ ہر لحظہ ان کے اندر وحی کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی رہتی ہے۔

نور کا سفر چاہتا ہے کہ ہم اپنے دل کو کدورتوں سے پاک کریں۔ نور کا سفر چاہتا ہے کہ ہم اپنے سینے کو کشادہ کریں، اپنے خاندان کے تعلقات سے بھی کشادہ کریں اور اپنے ہم مذہب ہم رنگ، ہم نسل لوگوں کے دائرے سے بھی اس کا دائرہ وسیع تر کردیں۔ یہ سینہ جب کشادہ ہو جائے گا تو پھر نور محمدی کو قبول کرنے کے لئے اس میں استطاعت پیدا ہو جائے گی

یہ سفر جو صراطِ مستقیم کا سفر ہے۔ جو اوسط رستے کا سفر ہے۔ جب انبیاء کی منزل میں داخل ہوتا ہے اور اسے انعمت علیہم کی آخری منزل فرمایا گیا ہے۔ اس منزل میں داخل ہو کر یہ ذہن کی قبولیت کی صلاحیتیں جو پہلے بھی رکھتا تھا ان صلاحیتوں کو بروئے کار لے آتا ہے۔ صلاحیتیں موجود تھیں، وہ عمل کی دنیا میں ڈھلتی ہیں اور ان کے نتیجے میں کچھ پیدا ہونے لگتا ہے اور وہ وحی کا نزول ہے۔ پس اللہ کی وحی جس پر چاہے نازل فرماتا ہے مگر بے سوچے سمجھے نازل نہیں فرماتا، جو مستحق ہے اس پر نازل فرماتا ہے اور یہ فیض عام نہیں، فیض خاص ہے۔ فیض عام سب برابر ہے اور فیض خاص ان بندوں پر ہے جنہوں نے شیطان کو رد کیا۔ تو نور کی طرف حرکت کرنے کے یہ سارے مراحل ہیں۔ ان کو سمجھنا محض عقلی لطف کے طور پر نہیں ایک ضرورت حقہ کے طور پر ہے۔ آپ جب تک اس نور کے سفر کے آداب نہیں سمجھیں گے اس سفر کے طور طریق آپ پر روشن نہیں ہونگے اس کے قوانین و قواعد سے واقف نہیں ہونگے یہ سفر کر ہی نہیں سکتے اور نور کی طرف سفر ہمارا لازم ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے مذہب کا خلاصہ یہ بیان کیا ہے کہ اللہ اور اللہ ذات ہے خدا کے بندوں کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتے ہیں۔

پس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے متعلق کہا جائے کہ جی آپ تو صاحب علم لوگوں کی بات کر رہے ہیں۔ صاحب علم کی باتیں نہیں ہر انسان کی ضرورت کی لازمی باتیں ہیں۔ اس کو ان لطائف کے انداز میں نہ سمجھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے جاری ہوئے ہیں، آپ کے قلم سے جاری ہوئے ہیں لیکن ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب آسان بنا کر عام زبان میں آپ کو دکھا دیتے ہیں تو اس کو سمجھنا لازم ہے اس سے تو کوئی مفر نہیں ہے۔

پس نور کا سفر اب خلاصۃً میں اس خطبے کا خلاصہ یوں نکال رہا ہوں کہ نور کا سفر چاہتا ہے کہ ہم اپنے دل کو کدورتوں سے پاک کریں۔ نور کا سفر چاہتا ہے کہ ہم اپنے سینے کو کشادہ کریں، اپنے خاندان کے تعلقات سے بھی کشادہ کریں، اپنی قوم کے تعلقات سے بھی کشادہ کریں اور اپنے ہم مذہب، ہم رنگ، ہم نسل لوگوں کے دائرے سے بھی اس کا دائرہ وسیع تر کردیں۔ یہ سینہ جب کشادہ ہو جائے گا تو پھر نور محمدی کو قبول کرنے کے لئے اس میں استطاعت پیدا ہو جائے گی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا سینہ کل عالم کو سمیٹنے کے لئے وسیع فرما دیا گیا تھا۔ اس لئے سینہ مشروح محمدی اس کو کہتے ہیں پس اپنے سینے کو وسعت دیں اور پھر اپنے دل کو ان کثافتوں سے پاک کریں جو دنیاوی آلائشوں کی کثافتیں ہیں کیونکہ جب آپ صاف کر لیں گے تو پھر وہ فطرت میں جو نور ہے وہ بھی دکھائی دینے لگے گا، وہ بھی جولانی دکھائے گا اور وہ نور جو آسمان سے اترا کرتا ہے اسے قبول کرنے کی بھی صلاحیت پیدا ہوگی۔

یہ وہ مضمون ہے جو باقی آیت کے حصے میں اور کھول کر بیان فرمایا گیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر کے ابھی کئی صفحے باقی ہیں اس لئے میں انشاء اللہ آئندہ خطبے میں جہاں اس مضمون کو چھوڑ رہا ہوں وہاں سے شروع کروں گا۔ السلام علیکم۔

صدقات

سے متعلق

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک اہم ارشاد

صدقات کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اہم ارشاد درج کیا جاتا ہے کہ احباب جماعت اس طوعی نیکی کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائیں۔ حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"خدا تعالیٰ پر توکل سب سے اہم چیز ہے جو کچھ خدا کر سکتا ہے بندہ نہیں کر سکتا خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہو کہ وہ ایسا راستہ کھول دے جس سے آپ کی اور جماعت کی تکلیفیں دور ہوں۔ اس میں سب طاقتیں ہیں۔ جہاں بندے کی عقل نہیں پہنچتی وہاں اس کا علم پہنچتا ہے خواہ ایک ٹکڑا ہو صدقہ بہت دیا کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جہاں دعائیں نہیں پہنچتی وہاں صدقہ بلاؤں کو رد کر دیتا ہے۔"

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مندرجہ بالا ارشاد جماعت کی موجودہ مشکلات اور ترقی کے راستہ میں حائل روکاوٹوں کے پیش نظر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اور جماعت کے ہر مخلص دوست کا فرض ہے کہ وہ حضور اقدس رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی اہمیت کا پوری طرح احساس کرتے ہوئے کثرت سے صدقات دینا شروع کردے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے پس احباب جماعت کو چاہئے کہ وہ سنتِ نبوی کے تابع حسب استطاعت زیادہ سے زیادہ صدقہ و خیرات کرنے کو اپنا معمول بنائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس طوعی نیکی کو اپنی جناب میں شرف قبولیت عطا فرمائے آمین

ناظر بیت المال آمد قادیان

زکوٰۃ

- "زکوٰۃ" اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے۔
- ہر صاحب نصاب مسلمان مرد اور عورت پر "زکوٰۃ" کی ادائیگی فرض ہے۔
- "زکوٰۃ" مومنوں کے اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے۔
- ادائیگی "زکوٰۃ" کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی محبت حاصل ہوتی ہے
- یہ صرف روحانی بیماریوں ہی کا علاج نہیں بلکہ ظاہری تکالیف اور مصائب و آلام سے بھی نجات پانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔
- کوئی بھی دوسرا چندہ "زکوٰۃ" کا قائمقام متصور نہیں ہو سکتا۔
- سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی رو سے "زکوٰۃ" کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئیں۔ ناظر بیت المال آمد قادیان

یادِ رفتگاں

شری امیر احمد درویش مرحوم کا ذکرِ خیر

پچھلے دنوں شری امیر احمد مرحوم درویش قادیان کے ساتھ نصف صدی سے زیادہ کا تعلق ٹوٹ گیا تو ایک گہرا صدمہ ہوا انا للہ و انا الیہ راجعون

خالد احمدیت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری مرحوم کے ساتھ پہلی دفعہ مرحوم آسنور تشریف لائے شاید چھاتی کی تکلیف تھی ہمارے خسر محترم خواجہ عبد الرحمٰن صاحب ڈار کے دیوان خانے پر چند دنوں کے قیام کے بعد خواجہ صاحب نے ان کو ریونیو کے فارسٹ ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرایا جو آسنور کے ساتھ ہی واقع ہے اور آپ کو دیکھنے کے لئے بچوں کی ڈیوٹی لگادی وہاں قیام کے دوران آپ نے کوریل کی ملحقہ مسجد احمدیہ کو آباد کیا۔ یہاں روزانہ آکر بچوں کو قرآن شریف پڑھاتے نیز آپ نے اس مسجد میں بھی مؤذن کے فرائض انجام دیئے ۱۹۴۷ء کے بعد یہ سلسلہ عارضی طور پر ٹوٹ گیا

مرحوم کو کشمیر کے ساتھ عموماً اور میرے خسر مرحوم کے خاندان کے ساتھ خصوصاً بہت محبت تھی ان کی جدائی کی وجہ سے ہم سب کو شدید صدمہ ہوا جب وہ بستر پر بیمار تھے مزاج پرسی کرتے وقت فوراً پہچان جاتے نام سے پکار کر حال دریافت کرتے آسنور والوں کے ساتھ کسی نہ کسی طریق سے تعلق قائم رہا۔ پاکستان کے مہاجرین ڈار فیملی کو بھی خوب پہچانتے تھے خواجہ عبد الغفار ڈار صاحب حال راولپنڈی جب احمدیہ ہسپتال میں آپ کی بیمار پرسی کے لئے گئے تو فوراً ان کا نام لے کر پکارا ڈار صاحب حیران ہوئے کہ یہ مجھ کو فوراً پہچان گئے شری جماعت آسنور کے ہی فرد لگتے تھے اور آسنور کے تمام خاندانوں کے ساتھ بھی خاص تعلق تھا ہر ایک گھر کے افراد زبانی یاد تھے اور آج بھی جب ہم ملنے جاتے تو قریبی علاقوں کی فرداً فرداً خبر پوچھتے خواجہ عبد العزیز ڈار مرحوم اور ان کی بڑی صاحبزادی آمنہ بیگم صاحبہ ربوہ نے یہ تعلق ہمیشہ قائم رکھا

جب آپ قادیان میں "شری" کے نام سے مشہور ہوئے تو کشمیری امیر احمد کے نام سے ہی زیادہ تر یاد کرتے۔

۸۰-۱۹۷۰ء کی دہائی میں جب بھی شری آسنور تشریف لاتے تو ایک رونق سی لگ جاتی تھی۔ آتے تو نجی طور پر لیکن وہاں جماعتی کاموں میں سرگرمی سے حصہ لیتے خصوصاً جب میں سیکرٹری مال تھا چندوں کی وصولی میں کافی تعاون کرتے تھے۔ ایک دن ہماری ایک خاتون گھریلو کاموں میں مصروف تھی تو شری نے حسب معمول چندے کا مطالبہ کیا اس خاتون نے زمینداری کے کاموں میں زبردست مصروفیت کی وجہ سے تند و ترش الفاظ کہہ دیئے۔ شری چپ چاپ وہاں سے چل دیئے ابھی ایک گھنٹہ بھی نہ گذرا ہوگا کہ اس خاتون کی ایک بھیڑ اچانک مر گئی اور اس خاتون کو یہ احساس ہوا کہ یہ تو صرف شری بھائی کو ترش الفاظ میں اپنی مصروفیتوں کا حال بیان کرنے کی سزا ہے اور وہ بجائے سیکرٹری صاحب مال کے سیدھے آپ کے پاس دوڑتے ہوئے چندے کی رقم لے کر گئی کہ خدا کے لئے معاف کر دو میں گھریلو کاموں کی وجہ سے آپ پر خواہ مخواہ برس پڑی شری نے کہا کہ میں نے تمہارے لئے کوئی بددعا نہیں کی۔ آپ نے خاکسار کو بلا کر اس خاتون کو رسید دلائی اسکے بعد جونہی شری بھائی آسنور کی جماعت میں محض خدا کے لئے چندے کی وصولی کے لئے سکرٹری صاحب مال کے ساتھ چل پڑتے تو لوگ زور و شور سے ادائیگی کرتے۔

مرحوم صاف اور غنی دل کے مالک تھے جب تک صحت نے اجازت دی کشمیریوں کو کشمیری چائے پلانے میں کمربستہ رہے۔

درویشان قادیان میں سے ایک درویش کم ہوا یہ عظیم اور ناقابل تلافی نقصان ہوا لیکن آسنور اور کوریل کی جماعتوں کا ایک بزرگ بھی جاتا رہا جو ان کے ساتھ خاص انکے مزاج کے مطابق حال احوال پوچھتا تھا۔ کشمیر کے موسموں، کشمیر کے باغات کی، کشمیر کے دریاؤں اور جھیلوں، پہاڑوں اور میدانوں میں برف باری کی ہر ایک رشتہ دار کی خبر پوچھتا تھا آخری سانس تک وہ محبت کے پھول نچھاور کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور مقام قرب سے نوازے۔

(عبد الحلیم وانی جنرل سکرٹری جموں و کشمیر حال قادیان)

قادیان میں عیدالفطر کی مبارک تقریب

الحمد للہ قادیان دار الامان میں ۲۱ / فروری کو عید الفطر نہایت شاندار طریق پر مسجد اقصیٰ میں ساڑھے نو بجے ادا کی گئی جس میں اہالیان قادیان کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں مضافات قادیان سے آئے ہوئے مسلمان بھائیوں نے شرکت کی جگہ کی تنگی کے باعث مسجد کی چھت پر بھی انتظام کیا گیا تھا مستورات نے مسجد مبارک میں نماز ادا کی نماز عید محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ نے پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا سب سے پہلے آپ نے معززین شہر کی طرف سے آمدہ عید کے مبارک باد پر مشتمل پیغامات سنائے اور پھر عید الفطر کی مناسبت سے خطبہ عید دیا۔ بعد دعا احباب نے ایک دوسرے کو عید کی مبارک باد دی جس میں شہر کے غیر مسلم معززین کے علاوہ کثیر تعداد میں باہر سے آئے ہوئے مہمانان بھی شریک ہوئے۔

نماز عید کے بعد حسب سابق باہر سے آنے والے جملہ مہمانان کرام کو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں وسیع انتظام کے تحت لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کھانا کھلایا گیا جس کے لئے عملہ لنگر خانہ کے علاوہ قادیان کے انصار، خدام اور اطفال نے محبت و شوق سے اپنی خدمات پیش کیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

رمضان المبارک کے لیل و نہار

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے رمضان المبارک میں احباب و مستورات نے اس موسم بہار سے استفادہ کیا حضور انور کا درس القرآن ہر روز سنا اور دیکھا گیا گھروں کے علاوہ مسجدوں میں بھی اس کا انتظام تھا صبح بہشتی مقبرہ میں دعا کے لئے سبھی احباب حاضر ہوتے رہے نماز تراویح اور درس الحدیث تینوں مسجدوں میں ہوا اور یکصد سے زائد احباب و خواتین کو اعتکاف کی سعادت ملی اللہ تعالیٰ ان سب کی دعاؤں کو اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ آمین

امسال درج ذیل تفصیل کے مطابق حفاظ کرام کو تراویح پڑھانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

مسجد مبارک: مکرم حافظ قاری نواب احمد صاحب گنگوہی مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان۔ سامع مکرم حافظ محمد اکبر صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ

مسجد اقصیٰ: مکرم حافظ شریف الحسن صاحب و حافظ مخدوم شریف صاحب ہر دو حفاظ نے مسجد دار الانوار میں بھی نماز تراویح پڑھائی

مسجد ناصر آباد: مکرم حافظ مظہر احمد صاحب طاہر سامع مکرم حافظ مرزا مظہر احمد صاحب

درس الحدیث:-

مسجد مبارک: مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد، مکرم مولانا عبد المومن راشد صاحب، مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب۔

مسجد اقصیٰ: مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب، مکرم مولوی منصور احمد صاحب، مکرم مولوی محمد نسیم خان صاحب، مکرم مولوی بشارت احمد صاحب حیدر، مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم،

مسجد ناصر آباد: مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور، مکرم مولوی قریشی محمد فضل اللہ صاحب، مکرم مولوی طاہر احمد صاحب چیمہ، مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر۔

قسط نمبر ۱

جماعت احمدیہ کے ایک بزرگ صوفی

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی ترویج و اشاعت صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کی کوششوں کی مرہون منت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تو اپنی سنت جاریہ کے تسلسل میں حضور کو ایسے اولیا اور صوفی بھی عطا کئے جو حضور کی رشد و ہدایت کو دنیا میں پھیلانے کا باعث بنے چنانچہ حضور ؑ کے زمانہ میں بے شمار صوفیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ پاکر حضور ؑ کے قدموں میں آحاضر ہوئے اور پھر در حبیب پر دھونی رماکر بیٹھ گئے۔ ان صوفیا میں سب سے نمایاں تو حضرت حکیم نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو حضور ؑ کے وصال کے بعد مسند خلافت پر سرفراز ہوئے۔ مگر میں جس صوفی صافی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ حضرت مولینا غلام رسول راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں

حضرت مولینا راجیکی صاحب ؓ ۱۸۷۷ یا ۱۸۷۹ میں راجیکی ضلع گجرات کے ایک نہایت بزرگ صوفی گھرانے میں تولد ہوئے۔ آپ کا خاندان مبارک "سات پشتوں والا ولیوں" کا خاندان کہلاتا تھا کیونکہ اس خاندان میں پے در پے کئی اولیاء پیدا ہوئے تھے مولینا راجیکی صاحب کی پیدائش پر آپ کے بڑے بھائی میاں تاج محمود کے اصرار پر آپ کا نام غلام رسول رکھا گیا اور "حسن اتفاق سے یہ نام میری زندگی کے لئے ایک پیشگوئی ثابت ہوا اور واقعی مولا کریم نے مجھے مرسل وقت علیہ السلام کی غلامی سے نواز لیا"۔ آپ کی پیدائش سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ نے رویاء میں دیکھا تھا کہ ان کے گھر میں ایک چراغ روشن ہوا ہے جسکی روشنی سے تمام گھر جگمگا اٹھا ہے۔

ایام طفولیت سے ہی آپ کا رجحان تصوف کی طرف تھا۔ خود اپنے الفاظ میں۔ "میں ان دنوں اکثر صوم الوصال کے روزے رکھا کرتا تھا اور شام کی نماز کے بعد سورہ یٰسین، سورہ ملک، سورہ مزمل، درود اکبر، درود مستغاث، درود وصال اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کے درود کبریت احمر کا وظیفہ بالالتزام کیا کرتا تھا۔ علاوہ ازیں موضع گولیکی اور موضع نوجیانوالی کے درمیان ریگستانی ٹیلوں پر محاسبہ و مراقبہ کی غرض سے جایا کرتا اور گھنٹوں یاد الٰہی میں تڑپ تڑپ کر روتا اور دعائیں کرتا رہتا تھا۔ اس زمانہ میں خلوت گزینی اور صحرا نشینی میرا بہت ہی محبوب شغل تھا"۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ نے انہیں آس پاس پھیلی ہوئی ضلالتوں سے محفوظ رکھا اور بالآخر انہیں آستانہ مسیح موعود ؑ پر لے آئی۔

"ما بداں منزل عالی نتوانیم رسید
ہاں مگر لطف شما پیش نہد گامے چند"

قبول احمدیت سے قبل آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مبارکہ بھی حاصل ہوئی۔ رویا میں ان کے ایک جدی بزرگ نے انہیں "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا"۔ ایک اور رویا میں آپ نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں بھرتی ہونے کے لئے پیش کیا۔ انہی ایام میں آپ نے یہ بھی دیکھا کہ "گیارہ انبیائے کرام علیہم السلام نے آپ کی دستگیری فرمائی اور انہیں ایک اندھے کنویں سے باہر نکالا"۔ اسی طرح سلسلہ عالیہ احمدیہ میں بیعت ہونے سے قبل آپ کو حضرت جبریل علیہ السلام سے ملاقات کا شرف بھی ملا حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا "غلام رسول جھولی کر" آپ نے دامن پھیلایا تو جبریل نے چودھویں کا چاند ان کی جھولی میں ڈال دیا۔ مولینا نے اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ "اس رویائے صادقہ میں چودھویں کے چاند سے چودھویں صدی کے مجدد اعظم مسیح مہدی علیہ السلام ہیں"۔ ایک رویا میں آپ نے دیکھا کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے آپ کی دستگیری فرمائی اور ایک خوفناک اژدہے سے آپ کو نجات بخشی۔ اس کی تعبیر بھی آپ نے یہ فرمائی کہ "سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جن کا ایک نام الٰہی بشارتوں میں عبدالقادر بھی ہے مجھے اس دنیا کے اژدہائے عظیم سے بچانے کا موجب ہوئے"۔

قربان تست جان من اے یار محسنم
با من کدام فرق تو کردی کہ من کنم

حضرت مولینا راجیکی رضی اللہ عنہ، کی ولایت کا اندازہ ان کے اس رویاء سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ "میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پرواز کرتے کرتے سات آسمانوں سے بھی اوپر ایک ایسے مقام پر پہنچا ہوں جس کے متعلق مجھے محسوس کرایا گیا کہ یہ مقام لامکان ہے اور اس وقت میں یہ بھی محسوس کر رہا ہوں میری اس پرواز کی جائے فراز عین بغداد شریف کے محاذ میں واقع ہے اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی بنفس نفیس بغداد میں موجود ہیں چنانچہ اس وقت میں ان کی زیارت کے خیال سے بغداد میں اترا اور ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت ایک پلنگ پر مشرق کی طرف منہ کئے ہوئے جلوہ فرما تھے جس پر نہایت ہی خوب صورت بچھونا لگا ہوا تھا۔ جب میں آپ کے پلنگ سے نیچے پائینتی کی جگہ پر بیٹھ گیا تو آپ نے دونوں ہاتھ میری پشت پر رکھے اور فرمایا پڑھ "حق سبحانہ سبحان نورہ" اور اڑجا۔ چنانچہ میں نے حسب ارشاد حق سبحانہ سبحان نورہ پڑھتے ہوئے دوبارہ پرواز شروع کردی اور اڑتا ہوا مشرق کی طرف چلا گیا۔

اس خواب میں تعبیر پرواز تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی الصلوٰۃ معراج المومن سے ظاہر ہی ہے مگر اس کے بعد حضرت سید عبدالقادر جیلانی کا حق سبحانہ سبحان نورہ، پڑھا کر دوبارہ پرواز کا حکم دینا اور میرا اڑتے ہوئے مشرق کی طرف چلے جانا اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ میری روحانی تکمیل کے لئے مجھے وہ قادر و توانا خدا اپنے جمال و جلال کی ایک ایسی جلوہ گاہ نصیب فرمائے گا جو اپنی ضوفشانی اور جائے وقوع کے لحاظ سے بغداد سے مشرق میں واقع ہوگی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد گرامی کے مطابق کہ

از کلمہ منارہ شرقی عجب مدار
چوں خود بہ مشرق است تجلی نیرم

مجھے مشرق کی طرف سے خدا تعالیٰ نے اس فیضان نبوت سے مستفیض فرمایا جو افاضات ولائت سے کہیں بڑھ کر تھا۔ الحمد للہ علی ذالک"۔

اوپر جو باتیں حضرت مولینا کے الفاظ میں بیان ہوئیں ان کا لب لباب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ جیسے پاک وجود کو مسیح موعود کی رفاقت اور غلامی کے لئے تیار کر رہا تھا اور جب وقت آگیا تو آپ نے پورے ایقان و یقین کے ساتھ مامور زمانہ کو قبول کر لیا۔ بیعت کے بارہ میں بھی میں خود حضرت مولینا کے الفاظ درج کرتا ہوں" موضع گولیکی میں مثنوی مولینا روم پڑھتے ہوئے جب میں چوتھے دفتر تک پہنچا تو ایک دن ظہر کی نماز کے بعد میں اور مولوی امام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں بیٹھے ہوئے کسی مسئلہ کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ حسن اتفاق سے پولیس کا ایک سپاہی نماز کے لئے اس مسجد میں آنکلا مولوی صاحب نے جب اس کے صافہ میں بندھی ہوئی ایک کتاب دیکھی تو آپ نے پڑھنے کے لئے اسے لینا چاہا۔ مگر اس سپاہی نے آپ کو روک دیا۔ مولوی صاحب نے وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ یہ کتاب جس بزرگ ہستی کی ہے وہ میرا پیشوا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تم لوگ اسے پڑھ کر میرے پیشوا کو برا بھلا کہنے لگ جاؤ جسے میری غیرت برداشت نہیں کر سکے گی۔ مولوی صاحب نے کہا کہ آپ بے فکر رہئے۔ ہم آپ کے پیشوا کے متعلق کوئی برا لفظ زبان پر نہیں

لائیں گے۔ تب اس سپاہی نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو آپ بڑی خوشی سے اس کتاب کو دیکھ سکتے ہیں۔ بلکہ تین چار روز کے لئے اپنے پاس رکھ سکتے ہیں کیونکہ اس وقت میں تعمیلات کے لئے بعض دوسرے دیہات کے دورہ پر جا رہا ہوں واپسی پر یہ کتاب آپ سے لے لوں گا۔ چنانچہ مولوی صاحب نے وہ کتاب سنبھال لی اور جاتے ہوئے گھر ساتھ لے گئے۔ دوسرے دن جب میرا کسی کام سے مولوی صاحب کے یہاں جانا ہوا تو میں نے وہی کتاب جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف آئینہ کمالات اسلام تھی حضور اقدس کے چند نظموں کے اوراق کے ساتھ مولوی صاحب کی بیٹھک میں دیکھی جب میں نے نظموں کے اوراق پڑھنے شروع کئے تو ایک نظم اس مطلع سے شروع پائی۔

عجب نوریست در جان محمد
عجب لعلیست در کان محمد

میں اس نظم نعتیہ کو اول سے آخر تک پڑھتا گیا مگر سوز و گداز کا یہ عالم تھا کہ میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو رہے تھے جب میں آخری شعر پر پہنچا کہ

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

تو میرے دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ کاش ہمیں بھی ایسے صاحب کرامات بزرگوں کی صحبت سے مستفیض ہونے کا موقعہ مل جاتا۔ اس کے بعد جب میں نے ورق الٹا تو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ منظوم گرامی تحریر پایا۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمد سا نہ پایا ہم نے

چنانچہ اسے پڑھتے ہوئے جب میں اس شعر پر پہنچا کہ

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے

تو اس وقت میرے دل میں ان لوگوں کے متعلق جو حضور اقدس علیہ السلام کا نام ملحد و دجال وغیرہ رکھتے تھے بے حد تاسف پیدا ہوا۔ اب مجھے انتظار تھا کہ مولوی امام الدین صاحب اندرون خانہ سے بیٹھک میں آئیں تو میں اس پاکیزہ سرشت بزرگ کا حال دریافت کروں۔ چنانچہ مولوی صاحب بیٹھک میں آئے تو میں نے آتے ہی دریافت کیا کہ یہ منظومات عالیہ کس بزرگ کے ہیں۔ اور آپ کس زمانہ میں ہوئے ہیں۔ مولوی صاحب نے بتایا کہ یہ شخص مولوی غلام احمد ہے جو مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور قادیان ضلع گورداسپور میں اب بھی موجود ہے اس پر سب سے پہلا فقرہ جو میری زبان سے حضور اقدس علیہ السلام کے متعلق نکلا وہ یہ تھا کہ دنیا بھر میں اس شخص کے برابر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق نہیں ہوا ہوگا۔ اس کے بعد پھر میں نے حضور اقدس کے مطبوعات و منظومات پڑھنے شروع کر دیئے تو ایک صفحہ پر حضور انور کے یہ اشعار میرے سامنے آئے

چو مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
میدرخشم چوں قمر تابم چوں قرص آفتاب
کور چشم آناں کہ در انکار ہا افتادہ اند
صادقم و از طرف مولا با نشانہا آمدم
صد در علم و ہدیٰ بر روئے من بکشادہ اند
آسماں بارد نشان الوقت می گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

ان ارشادات عالیہ کے پڑھتے ہی مجھے حضور اقدس کے دعوائے عیسویت اور مہدویت کی حقیقت معلوم ہو گئی اور میں نے ۱۸۹۷ء میں۔ غالباً ماہ ستمبر یا ماہ اکتوبر میں بیعت کا خط لکھ دیا۔ چنانچہ حضور اقدس علیہ السلام کی طرف سے حضرت مولینا عبد الکریم صاحب کا نوشتہ خط جو میری قبولیت بیعت کے متعلق تھا مجھے پہنچ گیا۔ میں نے جب یہ خط مولوی امام الدین صاحب کو دکھایا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے بیعت کرنے میں جلدی کی ہے۔ مناسب ہوتا اگر آپ تسلی کے لئے پوری پوری تحقیق کر لیتے۔ میں نے کہا میری تسلی تو خدا کے فضل سے ہو گئی ہے۔

(جاری)

درخواست دعا

خاکسار کے بڑے بھائی منظور احمد صاحب ندیم آف بمبئی کا پیر کا آپریشن ہوا ہے۔ اور سخت تکلیف میں مبتلا ہیں احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو شفا کاملہ عطا فرمائے۔

(ناصر احمد زاہد متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

نماز جنازہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل نماز جنازہ حاضر و غائب بمقام مسجد فضل۔ لندن بتاریخ ۱۴ فروری ۱۹۹۶ بروز بدھ پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:۔

۱۔ مکرم و محترم الحاج سید حلمی الشافعی صاحب آف مصر
۲۔ مکرمہ مسز انور جہاں صاحبہ اہلیہ سید ادیب الدین صاحب لندن (مرحومہ کے والد مکرم حکیم عبد الصمد صاحب صحابی تھے)

نماز جنازہ غائب:۔

۱۔ مکرمہ امۃ الحفیظ ناصر صاحبہ اہلیہ مکرم خلیل ناصر صاحب مرحوم نیویارک (امریکہ)
۲۔ مکرم منور احمد صاحب کاہلوں ابن مکرم فیض احمد صاحب کاہلوں آف بہاولنگر حال جرمنی
۳۔ " شکیل احمد صاحب ابن چوہدری نثار احمد صاحب آف سندھ۔ حال جرمنی (دونوں ایک کار کے حادثہ میں وفات پا گئے ہیں)
۴۔ " میاں حمید احمد علی صاحب بن مکرم شیخ محمد بشیر احمد علی صاحب جھنگ
۵۔ محترمہ سلمیٰ رضا صاحبہ صدر لجنہ چک ۱۰۳/۶-R۔ بہاولنگر
۶۔ " عائشہ بیگم " اہلیہ مرزا عبد الرحمان صاحب مرحوم۔ راولپنڈی
۷۔ " حلیمہ بی بی " " مکرم جمال الدین احمد " جھنگ
۸۔ " امۃ القیوم " " " رانا سعید احمد " کھڑیانوالہ فیصل آباد
(۴ تا ۸ سفارش از صدر انجمن احمدیہ)
۹۔ مکرم مرزا عطاء الرحمٰن صاحب۔ (والد محترمہ روحی شاہ صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر ولی شاہ صاحب لندن نائب امیر یو۔ کے)
۱۰۔ " رانا فیض بخش صاحب نون آف ملتان
۱۱۔ مکرمہ سلمیٰ خاتون صاحبہ بنت مسعود احمد دہلوی آف جرمنی
۱۲۔ مولانا چوہدری عبد المالک صاحب مربی سلسلہ
۱۳۔ مکرم سید محمود احمد بخاری (ابن سید علی بخش صاحب ہوشیارپوری مرحوم صحابی) آف لاہور
۱۴۔ مکرمہ ست بھرائی صاحبہ (خوشدامن مکرم الحاج فضل الٰہی صاحب آف برمنگھم

مجلس عاملہ انصار اللہ بھارت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت درج ذیل عہدیداران کی برائے سال ۱۹۹۶ء منظوری مرحمت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ سبکو بیش از بیش خدمت دین کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)۔

مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد	نائب صدر صف اوّل
" " فیض احمد صاحب	قائد عمومی
" یونس احمد صاحب	قائد مال
" مولوی بشارت احمد حیدر صاحب	قائد تجنید
" سید شہامت علی صاحب	قائد تعلیم
" حکیم بدر الدین عامل صاحب	قائد تبلیغ
" مولوی منیر احمد صاحب خادم	قائد تربیت
" " شکیل احمد صاحب طاہر	قائد اشاعت
" ممتاز احمد ہاشمی صاحب	قائد تحریک جدید
" سید تنویر احمد صاحب	قائد وقف جدید
" ڈاکٹر بشیر احمد ناصر صاحب	قائد ایثار
" مولوی عبد الکریم صاحب ملکانہ	قائد ذہانت و صحت جسمانی
" قریشی محمد شفیع عابد صاحب	آڈیٹر

(صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

ویرانیٔ مساجد کا آنکھوں دیکھا حال

از: طاہر احمد طارق مبلغ سلسلہ بھونسلہ (ہریانہ)

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں ہونے والے واقعات کا جہاں ذکر فرمایا وہاں آپ نے خصوصیت سے مسلمانوں کی حالت زار، اسلام، قرآن مجید، مساجد اور اس زمانہ کے علماء کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا۔

یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ
ولا یبقی من القرآن الا رسمہ
مساجدھم عامرۃ
وھی خراب من الھدیٰ
علماءھم شر من تحت
ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ
وفیھم تعود
(مشکوٰۃ کتاب العلم ص۳۸)

اس وقت صرف حدیث کا وہ حصہ زیر بحث ہے جس میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ علماءھم شر من تحت ادیم السماء۔ اس جگہ ہمارے آقا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ مساجد میں نماز پڑھنے والے ہی نہیں ہوں گے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ وہ ہدایت سے خالی ہوں گی۔ یعنی ان مساجد میں آنے والوں کو ہدایت کی باتیں نہیں ملیں گی۔

آج ہم اس بات کے زندہ گواہ ہیں کہ ہمارے آقا و مولیٰ آنحضرت صلعم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی یہ بات من و عن پوری ہو رہی ہے پچھلے دنوں خاکسار کو صوبہ یوپی کے ضلع سہارنپور میں ایک شادی کے سلسلہ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ یاد رہے کہ یہ وہ ضلع ہے کہ جس میں رہنے والے دیوبندی علماء اپنے آپ کو دین کا ٹھیکیدار ہونے کی ڈینگیں مار رہے ہیں۔ وہاں مذکورہ بالا حدیث کے پورے ہونے کا نظارہ خود ملاحظہ کیا گاؤں کے مسجد میں کسی مولوی نے اذان دی۔ ہماری توجہ اس وقت فوراً نماز کی طرف مبذول ہوئی۔ تھوڑی ہی دیر بعد سپیکر سے یہ آوازیں سنائی دیں آلو تین روپے کلو پیاز چار روپے علیٰ ہذا الترتیب ساری سبزیوں اور دوسری چیزوں کے ریٹ کا اعلان ہوتا رہا۔ نیز گنے وغیرہ کے بھاؤ اور پھر کھیتوں کی نشاندہی کے بھی اعلان ہوتے رہے۔ جب خاکسار نے یہ آوازیں سنیں تو دل میں خیال آیا کہ یہاں کوئی منڈی ہے اور گھر بیٹھے ہوئے لوگوں کی سہولیات کے لئے اس طرح ریٹ بتائے جاتے ہیں لیکن کیا معلوم تھا کہ ان دین کے ٹھیکیداروں نے مساجد کو منڈیوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ خاکسار کے پوچھنے پر بتایا گیا کہ یہاں پر مساجد میں اسی طرح کے ہی اعلان ہوتے رہتے ہیں۔ گویا مساجد ایسے کاموں کے لئے وقف ہیں۔ قارئین کیا کوئی غیرت مند مسلمان جس کو اسلام قرآن اور مساجد سے محبت ہے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ مساجد کی بے حرمتی نہیں ہے؟ لیکن آج ہم یہ گواہی دے رہے ہیں کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بات روز روشن کی طرح پوری ہو رہی ہے۔ جب اس بارہ میں خاکسار نے مزید معلومات کیں تو بتایا گیا کہ ان مسلم نما مولویوں نے جو دین کے ٹھیکیدار بنے بیٹھے ہیں مسجدوں میں ایسے دھندے کھولے ہوئے ہیں کہ ایک اعلان کرنے کے دو تین روپے لیتے ہیں۔ جن لوگوں کا مساجد کی طرف رجحان ہوتا ہے زیادہ اس لئے ہوتا ہے کہ وہاں وہ دو روپے دے کر منڈیوں کے بھاؤ کا اعلان کروائیں گے۔

میری توجہ اسی وقت ہمارے آقا کی مذکورہ بالا حدیث کی طرف بار بار جاتی تھی کہ ہمارے آقا و مولیٰ نے مذکورہ بالا حدیث میں **خراب من الھدیٰ فرمایا ہے خراب من المصلین نہیں فرمایا اور ایک حقیقت ہے کہ ان مساجد سے لوگ بھلا کیسے ہدایت پا سکتے ہیں کیونکہ** ہدایت دکھانے والوں کو خود ہدایت نصیب نہیں ہے ان لوگوں پر علامہ اقبال کا یہ شعر پوری طرح صادق آتا ہے ؎

تیری نماز بے سرور تیرا امام بے حضور
ایسی نماز سے گزر ایسے امام سے گزر

حالانکہ ہمارے آقا و مولیٰ نے مساجد کے آداب پر بہت زور دیا ہے اور یہ ارشاد بھی فرمایا کہ جب تم مساجد میں جاؤ تو دو رکعت نماز ادا کرو۔ پھر اذان اور اقامت کے درمیان دو نفل کا ذکر آتا ہے علاوہ ازیں مساجد میں لغو باتوں، اپنی تجارت کے کاروبار کی باتوں اور مساجد میں اس طرح کے اعلان کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

قارئین یہ دین کے ٹھیکیدار رمضان کے بابرکت مہینہ میں اپنے ٹھیکے کو بولی کے رنگ میں چلاتے ہیں۔ گاؤں گاؤں جاکر رمضان کے مہینہ میں نماز اور خصوصاً نماز تراویح پڑھانے کے ریٹ مقرر ہو رہے ہیں۔ اگر کسی جگہ لوگ غربت کے باعث اپنی لاچاری کا اظہار کرتے ہوئے ریٹ کم کرنے کی درخواست ——— کریں تو ان کو دھتکارا جاتا ہے اور اس طرح بھی ڈرایا جاتا ہے کہ تم اس ماہ کی برکت سے محروم رہ جاؤ گے اور بعض جگہ ایسے غریب اور معصوم مسلمانوں سے روپیہ پہلے ہی وصول کر کے بھاگ جاتے ہیں صرف اس قدر ہی نہیں بلکہ ان مسلم نما دیوبندی مولویوں نے مساجد کو ہدایت کے مرکز کی جگہ تعویذ گنڈوں کا مرکز بنایا ہوا ہے۔ اور اس طرح یہاں وہ سیدھے سادے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو اپنے جال میں پھنساتے ہیں، وہاں یہ لوگ مساجد کی سخت توہین کے بھی مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور یہ وہاں ہی نظر آئیں گے جس جگہ مسجد ہو اکثر جگہ دیکھا گیا ہے کہ باوجود مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہونے کے وہاں کوئی مسلم نما مولوی نظر نہیں آتا اس کی وجہ یہی ہے کہ وہاں مسجد نہیں ہوتی اور بعض جگہ ایک دو گھر ہوں گے اور مسجد بھی ہوگی وہاں یہ نظر آتے ہیں......

ہر ذی عقل شخص غور کر سکتا ہے کہ کیا یہی اسلام ہے؟ یہی اسوہ محمدی ہے؟ اگر ان لوگوں کو اسلام کا درد ہوتا تو یہ ان معصوموں کا بھی خیال کرتے جن سے روپیہ لے کر بھاگ جاتے ہیں۔ اور ایسی ایسی جگہوں میں جاکر لوگوں کو اسلام کی تعلیم سے روشناس کراتے۔ جہاں کے لوگ غربت کی وجہ سے باہر جاکر تعلیم نہیں حاصل کر سکتے۔ ہاں ان لوگوں کا یہ وطیرہ بنا ہوا ہے کہ جہاں جہاں احمدی مبلغین تعلیم و تربیت و تبلیغ اسلام کا کام کرتے ہیں وہاں کے معصوم لوگوں کو بھڑکاتے ہیں کہ ان لوگوں کا الگ دین ہے اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ ایک گاؤں میں ایک ایسے ہی دین کے ٹھیکیدار نے ایک شریف انسان سے وقف نور ڈ ہیں (جو مذکورہ بالا کاموں کے لئے وقف ہے جس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں) یہ درخواست لکھوائی ہمارے گاؤں میں ایک مولوی دیا جائے قادیانیوں کا فتنہ بڑھ رہا ہے ہم اس سے بچنا چاہتے ہیں۔ اسلام کا ان کو یہی درد ہے یہ لوگ دوسروں کو ہدایت کا راستہ کس طرح دکھا سکتے ہیں جبکہ وہ خود ہدایت سے خالی ہیں۔ اور تب تک ان کو ہدایت نصیب نہیں ہو سکتی جب تک وہ ہدایت یافتہ (یعنی امام مہدی) کی جماعت میں شامل نہیں ہوں گے۔

یہ ایک قابل غور بات ہے کہ مذکورہ حدیث میں آنحضرت صلعم نے جہاں ہدایت کی نفی فرمائی وہاں ایسے زمانہ میں ہدایت یافتہ یعنی امام مہدی کے آنے کی بھی بشارت دی کہ اس زمانہ میں وہ لوگوں کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرے گا اور پھر اس کے ذریعہ سے اسلام کو غلبہ نصیب ہوگا۔

پس اے مسلمانو! پیارے آقا آنحضرت صلعم کی ان باتوں پر خوب غور کرو۔ اور کان کھول کر سن لو اب بھی وقت ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تم بھی ہدایت کی منازل پر قدم رکھو تو امام مہدی کی جماعت میں شامل ہو جاؤ جو آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کے مطابق چودھویں صدی کے سر پر قادیان میں آچکا ہے۔

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ - بقیہ صفحہ (۲)

"حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میاں محمد عبداللہ سنوری نے بیان کیا کہ حضور (علیہ السلام) کو جب "وسّع مکانک" (یعنی اپنا مکان وسیع کر) کا الہام ہوا (یہ غالباً دوسرے الہام کی تکرار کے بعد کا واقعہ ہے) تو حضور نے مجھ سے فرمایا کہ مکانات بنوانے کے لئے تو ہمارے پاس روپیہ ہے نہیں۔ اس حکمِ الٰہی کی اس طرح تکمیل کر دیتے ہیں کہ دو تین چھپر بنوا لیتے ہیں"۔

یہ ہے عشقِ الٰہی، یہ ہے الہامات پر ایمان اور یقین اور وہ جذبہ جس کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ اللہ کی رضا پوری کرنے پر مستعد رہتے تھے۔ اور یہ جاہل لوگ جو مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کرتے ہیں اور ٹھٹھے کرتے ہیں بڑے ہی بدنصیب لوگ ہیں۔ خدا کے ایسے پاک بندوں پر، ایسے عشاق پر جو ہمہ تن اسی کے ہو چکے ہوں اور اپنی بے سروسامانی کی حالت کے باوجود کسی نہ کسی رنگ میں الہام کے مفہوم کو سمجھتے ہوئے کہ یہ وسیع تر مضامین پر مشتمل ہے ظاہر پر بھی عمل کرنے میں اس طرح کوشاں ہوں ایسے پاک وجود کے متعلق کسی کا زبان دراز کرنا کہ نعوذ باللہ جھوٹا ہے اور اپنی طرف سے الہامات گھڑ لیتا ہے، بہت بڑا ظلم ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ پھر کیا فرمایا۔ وہ عبداللہ سنوری صاحب بیان کرتے ہیں:-

"حضور نے مجھے اس کام کے واسطے امرتسر حکیم محمد شریف صاحب کے پاس بھیجا جو حضور کے پرانے دوست تھے۔ اور جن کے پاس حضور اکثر امرتسر میں ٹھہرا کرتے تھے تاکہ میں اُن کی معرفت چھپر باندھنے والے اور چھپروں کا سامان لے آؤں"۔

تو اب آپ دیکھیں قادیان کا یہ حال تھا کہ چھتیس (۳۶) میل کے دائرے میں امرتسر کے سوا کوئی ایسا آدمی نہیں ملتا تھا جو چھپر بنانا بھی جانتا ہو اور چھپر بنانے کا سامان بھی وہاں میسر آئے۔ ایسی بستی تھی جہاں یہ آواز بلند ہوئی ہے۔ اور یہ وہ زمانہ تھا جب یہ بے کسی کی حالت تھی۔ ظاہری دنیا کے لحاظ سے کہ کوئی بھی سامان میسر نہیں تھے۔ مگر دل کی تمنا تھی، ایک بے انتہا جذبۂ عشق تھا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مجبور کر دیا کہ خدا کے الفاظ کو جس طرح بھی بن پڑے ضرور پورا کروں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے بھجوایا۔

"چنانچہ میں جا کر حکیم صاحب کی معرفت امرتسر سے آدمی اور چھپر لے آیا اور حضرت صاحب نے اپنے مکان میں تین چھپر تیار کروائے۔ یہ چھپر کئی سال تک رہے پھر ٹوٹ گئے"۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۲۶ ۱۱ مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

لیکن وہ چھپر ٹوٹے پھوٹے نہیں۔ یہ چھپر تو اب سب دنیا پر سایہ فگن ہیں۔ اب آپ قادیان جا کر دیکھیں کیسی کیسی شاندار نئی عمارات قادیان کی ضرورت کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ عالمگیر کو بنانے کی توفیق مل رہی ہے۔ ایسے ایسے خوبصورت اور وسیع مکانات اور مہمان خانے تیار ہو چکے ہیں جن کو پنجاب کے لوگ بعض دفعہ دُور دُور سے دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ اور وہ چند عمارتیں ہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں جہاں جہاں جلسے ہو رہے ہیں یا روزانہ ٹیلی ویژن کے ذریعے دین کی باتیں سننے کے لئے لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے وہ سارے کیا ہیں یہ انہی تین چھپروں کے سائے ہیں، انہیں کا امتداد ہے۔ وہ چھپر بڑھ کر اب بڑی بڑی عمارتوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ جہاں جہاں بھی آپ مشن ہاؤس کی تعمیر کا ارادہ کرتے ہیں انہی تین چھپروں کے سائے تلے ہی وہ مشن ہاؤس برکت پاتے ہیں۔ آپ کے ارادے برکت پاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو پھر توفیق بخشتا ہے کہ بڑھتی ہوئی دینی ضروریات کے لئے زیادہ سے زیادہ عمارتی ضرورتیں پوری کریں اور اس پہلو سے اگر آپ ان باتوں کو سوچ کر ان کاموں میں حصہ لیا کریں تو دیکھیں کتنا لطف بڑھ جائے گا اور کچھ اور ہی نشہ مالی قربانی میں حاصل ہوگا۔

ویسے تو ہر احمدی جب ان نیک کاموں میں مالی قربانی میں حصہ لیتا ہے تو اس کا دل، اس کی رُوح اس قربانی میں شامل ہو کر خاص لذت محسوس کرتے ہیں۔ دنیا والے سمجھتے ہیں کہ شاید ان لوگوں پر چٹی ہے۔ بعض لوگ نادانی میں یہ لکھ بھی دیتے ہیں یعنی احمدی ہونے کے باوجود بھی کہ مالی نظام تو بہت پھیل رہا ہے۔ بہت سی شقوں کے اضافے ہو گئے ہیں اب وقت ہے کہ ان کو سمیٹا جائے۔ ورنہ لوگوں پر مختلف قسم کے بوجھ بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ آج یہ چندہ لینے والے آ گئے کل دوسرے چندہ لینے والے آ گئے۔ اور یہ سلسلہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ میں نے ایک ایسے ہی بزرگ کو جنہوں نے نیک نیتی سے لکھا یہ جواب دیا کہ جب خدا یہ سلسلہ پھیلا رہا ہے تو میں ہوتا کون ہوں ان کو تنگ کرنے کی سوچنے والا۔ میری کیا مجال ہے۔ یہ آسمان کے فیصلے ہیں اور یہ بڑھتے چلے گئے اور جو یہ فیصلے فرما رہا ہے توفیق بھی اسی سے ملتی ہے اور وہ اس توفیق کو ضرور بڑھاتا چلا جائے گا اور بڑھا رہا ہے۔ کس دن ہمیں اس بات پر دُکھ پہنچا ہے کہ ہماری ضرورتوں کے لئے ایک نئی تحریک ہوئی اور احمدی دروازے اس پر بند کر دیئے گئے اور یہ جواب دے کر لوگوں کو واپس لوٹایا گیا کہ بس بہت کچھ ہو چکا اب مزید کی توفیق نہیں۔ احمدی گھر تو گویا دل تو عمرو عیار کی زنبیل ہے۔ جس زنبیل کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ وہ ہر ضرورت کے وقت پھیلتی چلی جاتی تھی۔ اور اس میں جتنی بھی چیزیں ڈال لو وہ ساری اس میں سمٹ آتی تھیں اور ضرورت کے وقت جب عمرو کو ضرورت پڑتی تھی تو اسی چھوٹی سی تھیلی میں جو وزن کے لحاظ سے بہت ہونے کے باوجود ہاتھ میں ہلکی بھی دکھائی دیتی تھی اور وسعت کے لحاظ سے چھوٹی دکھائی دینے کے باوجود ہر چیز کو سمیٹے ہوئی تھی، اس میں وہ ہاتھ ڈالتا تھا اور ضرورت کی ہر چیز اس میں سے نکال لیتا تھا۔ یہ کہانی کی بات ہے مگر میں نے تو اس کہانی کو احمدی جیبوں کی صورت میں ہمیشہ پورے ہوتے دیکھا ہے اور یہ جو جیبیں ہیں یہ دراصل دلوں میں بن رہی ہیں۔ یہ اخلاص کی جیبیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص کی جیبوں کو وہ برکت ملتی ہے جو ظاہری برکتوں میں بھی تبدیل ہوتی چلی جاتی ہے۔

تبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے جنہوں نے یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ اس راہ میں جو خرچ کریں گے تو تنگی پیش آئے گی، فرمایا یہ شرک ہے۔ فرماتے ہیں میں نے تو یہ دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب سے سب ضرورتیں پوری کرتا چلا جاتا ہے۔

پس یہ عالمگیر جماعت اس بات کی گواہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ کا جو سلوک اس زمانے میں تھا وہ آج بھی خدا کے فضل سے جاری و ساری ہے اور تمام دنیا میں اسی طرح جماعت کی جیبیں برکت پا رہی ہیں کہ اُن کے دل بابرکت ہیں۔ اُن کے دلوں میں اللہ کی محبت موجود ہے اور اس محبت کے فیض کی وجہ سے اُن کے حوصلے بلند ہیں۔ اور وسیع تر ہیں۔ اس لئے دنیا کے معاملات پر ان کو نہ پرکھیں۔ یہ نہ سمجھیں کہ جب ایک چندہ لینے والا جاتا ہے تو جس سے چندے کا مطالبہ کیا جاتا ہے اس پر بوجھ پڑے گا۔ جن پر بوجھ پڑتا ہے ان پر بوجھ پڑنا چاہیئے نہیں۔ کیونکہ سلسلے کی طرف سے کوئی جبر نہیں۔ جو بوجھ محسوس کرتے ہیں سلسلے کے کارکن اور خدمت کرنے والوں کو یہی ہدایت ہے اور یہی تربیت ہے کہ شکریہ ادا کر کے دُعا کر کے واپس آ جایا کریں۔

ایک فقیر جب اپنے لئے بھیک مانگنے کے لئے نکلتا ہے تو وہ بھی دُعا دے کر ہی واپس آ جاتا ہے۔ آپ تو خدا کی خاطر نکلتے ہیں۔ اس لئے آپ کے لئے تو تخفیف کا کوئی سوال نہیں۔ آپ اس کے محسن بنتے ہوئے اسے دُعا دیتے ہیں۔ اپنی شرم مٹانے کے لئے نہیں دیتے۔

پس یہ سلسلہ جب جاری و ساری ہوتا ہم نے دیکھا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان آغاز کے تجربوں کی یاد پھر تازہ ہو جاتی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ وہی نیک تمنائیں تھیں، وہی دُعائیں تھیں، وہی تجربے تھے جو اب عالمگیر ہو چکے ہیں۔ اور "وسّع مکانک" کی خوشخبری جو قادیان میں تین چھپروں کے ذریعے ابتداء میں پوری کی گئی، اب عالمگیر عظیم احمدی عمارتوں کی صورت میں ظاہر ہو چکی ہے اور ہوتی چلی جا رہی ہے۔

اب میں مختصراً ہندوستان کی جماعت کو خصوصیت سے اور اہلِ ہندوستان کو بالعموم مگر پورے گہرے دلی جذبے کے ساتھ امنِ عالم کے قیام کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ انسان کو، انسان کے امن کو ہر طرف سے مختلف جہتوں سے مختلف نوع کے خطرے درپیش ہیں۔ اور دن بدن انسان کی اخلاقی قدریں زخمی ہو رہی ہیں یا مرتی چلی جا رہی ہیں جس کی وجہ سے سیاست پر بھی گہرا اثر ہے اور سیاستدان ملک کو امن اور سکون دینے کی بجائے اپنی سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے ایسے فیصلے کر بیٹھتے ہیں جو نہ ان کے ملک کے لئے مفید ہیں نہ بین الاقوامی تعلقات کے لئے مفید ہیں۔ اور عالمی سطح پر جب یونائیٹڈ نیشنز کے فیصلے ہوتے ہیں اس وقت بھی دلوں کی نیتیں خالصۃً للہ یا اگر لوگ ایمان نہیں رکھتے تو خالصۃً عوام کی خاطر بنی نوع انسان کی خاطر فیصلے نہیں کرتے۔ وہ نیتیں فیصلے کرتی ہیں اپنے محدود مفادات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس لئے جب نیتوں کے سفر کا پہلا قدم ہی غلط اٹھتا ہے تو وہ تمام اس کے عمل، نیتوں کے سفر میں جو عمل رُونما ہو رہے ہوتے ہیں، جو قدم کسی سمت میں اُٹھ رہے ہوتے ہیں ان میں سے ہر قدم بنی نوع انسان کے لئے خطرہ بن جاتا ہے۔ اور یہ کوئی مبالغہ آمیز اظہارِ بیان نہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ لفظاً لفظاً درست اور رُوحاً اور معناً بھی درست ہے۔ اور یہی کچھ ہو رہا ہے۔ اس لئے ہمیں ایک عالمی جدوجہد کرنی چاہیئے لوگوں میں قیامِ امن کی ذمہ داری کا احساس بیدار کرنے کے لئے اور ان کی مدد کرنی چاہیئے کہ جس طرح بھی ہو سکے انہیں سمجھائیں، ان کی منتیں کریں، ان کے پاؤں چھو کر بھی کہنا پڑے تو انہیں بتایا جائے کہ انسان کے لئے جو جہنم اس دنیا میں تیار ہو رہی ہے وہ خود انسانوں کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی جہنم ہے۔ اس لئے آخری دُنیا کی جزا سزا پر ایمان رکھتے ہو یا نہ رکھتے ہو اس جہنم سے تو اپنے ہاتھ اٹھالو اور کھینچ لو جو خود تمہارے اپنے ہاتھ اپنے ہم وطنوں کے لئے تیار کرتے ہیں اور مختلف عذرات رکھ کر ایسے دھڑا دھڑ کے اور پیدا ہو کر اُس جہنم کی

تیاری کرتے چلے جاتے ہیں۔ کہیں یہ جہنم مذہبی علماء تیار کر رہے ہیں، کہیں یہ جہنم سیاسی رہنما تیار کر رہے ہیں۔ کہیں یہ جہنم اقتصادی رہنما تیار کر رہے ہیں۔ کہیں یہ جہنم تہذیب وتمدن کے رہنما جو تہذیب وتمدن کے نقوش بناتے ہیں اور انہیں جاری کرتے ہیں وہ تیار کر رہے ہیں۔ غرضیکہ انسانی زندگی کے جس پہلو پر بھی آپ نگاہ ڈالیں وہاں آپ کو جہنم ہی کی تیاریاں دکھائی دیتی ہیں۔ اور وہ جہنم بنانے والے جب جہنم میں اپنے ساتھیوں کو جھونکتے ہیں نہ وہ اگلی دنیا میں کسی جنت کی توقع رکھنے کے حقدار ہیں، نہ وہ جہنم میں جھونکے ہوئے یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ اس دنیا میں جہنم میں جھونکے گئے تو اگلی دنیا میں خیر پائیں گے۔ صرف ایک استثناء ہے اس میں جس کا قرآن کریم میں ذکر موجود ہے کہ اگر تم خدا کی خاطر اس دنیا میں جہنم قبول کرتے ہو اور دنیا کی آگ کو اللہ کی رضا کی خاطر اس طرح اپنا لیتے ہو کہ تمہیں اس میں جھونک بھی دیا جائے تو تم ایک ذرہ بھر پروا نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کے لئے خدا کا وعدہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ آئندہ دنیا میں ان کو یقینی جنت کی خوش خبری دی جاتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس دنیا میں بھی آگ کو ان نیکوں کی خاطر ٹھنڈا کر دیا جاتا ہے" یا نارُ کُونِی بَرْدًا وَّ سلامًا علیٰ ابراہیم" یہ آواز آسمان سے اترتی ہے کہ اے میرے فرشتو! تم ان بندوں کی خدمت پہ مامور ہو جاؤ۔ اور آگ کے فرشتوں کو یہ حکم ہے ورنہ آگ بے جان ذات اپنی ذات میں تو کچھ بھی شعور نہیں رکھتی۔ یہ دراصل آگ کے نظام پر قابو پانے والے، اختیار رکھنے والے فرشتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اس آگ کو یہ اجازت نہیں ہوگی کہ ابراہیم اور ابراہیم جیسے لوگوں کو جلا سکے۔ پس اے آگ میرے ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا اور ایسا ہی ہوا۔ اور اس ابراہیم کے قدموں کے فیض سے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے گھروں کی آگیں بجھی ہوئی ہیں۔ ان کے جلتے ہوئے دلوں کو طمانیت نصیب ہوئی ہے اور ہوتی چلی جارہی ہے۔ یہ وہ ابراہیم ہے جسے ابوالانبیاء کا خطاب دیا گیا اور بائیبل میں اسے PATRIARCH کہا جاتا ہے یعنی خاندانوں کا سربراہ اور بعض بائیبل کے جو COMMEN-TATORS ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد دراصل تمام دنیا کا باپ ہے اور انبیاء کا باپ کہا جائے تو حقیقت میں تمام دنیا کا باپ اس کا مضمون اس کے اندر داخل ہے۔

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا میں ذکر کر رہا ہوں جو ابوالانبیاء تھے۔ ان کو فرمایا گیا کہ تیرے لئے جو آگ بھڑکائی جائے گی اُسے ٹھنڈا ہونا پڑے گا، اسے میرا امر ہے، میرا اذن ہے کہ اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا۔ یہ کوئی تاریخی واقعہ ایسا تو نہیں جیسے ڈائنا سورز (DINO-SAUR) کی کہانیاں ہوں کہ وہ نسل آئی اور ہمیشہ کے لئے وہ صفحۂ ہستی سے مٹا دی گئی۔ یہ ابراہیم وہ ابراہیم ہے جس کو وعدہ تھا کہ تیری نسل میں سے ایسے لوگ اس کثرت سے پیدا کروں گا کہ ریت کے ذروں کا گننا تو ممکن ہو سکتا ہے آسمان کے ستاروں کا شمار تو ممکن ہو سکتا ہے لیکن اے ابراہیم تیری نسل کا شمار ممکن نہیں رہے گا۔ یہ ظاہری تعداد کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔ مگر قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو مکالمہ مخاطبہ فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے ذریت کا ان عمومی معنوں میں ذکر کیا اپنی دعا میں "وَمِنْ ذُرِّيَّتِي" تو اللہ تعالیٰ نے اس ذریت کو ذریت میں شمار نہیں فرمایا، اس ذریت کو ذریت میں شمار نہیں فرمایا جو اللہ کی ہدایت کی راہوں سے ہٹ کر آنے والی تھی۔ فرمایا میرا عہد جو میں تیرے ساتھ باندھ رہا ہوں انہی کو پہنچے گا جو ایمان رکھنے والے ہوں گے اور نیک عمل کرنے والے ہوں گے۔ تو میں اللہ کے عہد کی بات کر رہا ہوں۔ ابراہیم کے لئے جو آگ ٹھنڈی کی گئی وہ آئندہ اگر لاکھوں کروڑوں بلکہ اربوں کے لئے ٹھنڈی کی جانے والی تھی اور ان سے خدا کا دیا وعدہ جاری وساری رہنا تھا جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا گیا تو اس دُنیا کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ابراہیمی مزاج اور ابراہیمی رُوح کی ضرورت ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو خوش خبری دی گئی وہ ابراہیم کے نام اور ابراہیم کے لقب کے ساتھ دی گئی ہے اور فرمایا اے ابراہیم یعنی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ابراہیم فرماتا ہے اور پھر آگ کے تعلق میں فرماتا ہے، الہام ہوا ہے "آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی بھی غلام ہے"۔ اب یہ لفظ بعینہٖ وہ ہوں یا نہ ہوں میرے سامنے یہ الہام نہیں ہے لیکن میں مضمون کے طور پر یہ پڑھ رہا ہوں۔ قطعی طور پر، یقینی طور پر یہی مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مبشر الہام میں موجود ہے کہ آگ ہماری غلام بلکہ ہمارے غلاموں کی بھی غلام ہے۔

پس آپ ابراہیمؑ کی نسل کی وہ ذریت ہیں۔ اے جماعت احمدیہ عالمگیر! آپ ابراہیمؑ کی نسل کی وہ ذریت ہیں جس ذریت کے متعلق خدا نے وعدہ فرمایا تھا کہ میرا عہد ان کو ضرور پہنچے گا۔ پس اس فیض کی برکت سے جو ازسرِنو ابراہیم کے وقت کے، ابراہیم کے زمانہ کے ذریعے سے جاری کیا گیا ہے۔ جو اس دور کے ابراہیم کے ذریعے سے جاری کیا گیا ہے۔ آپ سب کو اللہ تعالیٰ نے آگ پر غلبہ پانے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے۔ اس یقین کے ساتھ تمام دُنیا کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کا عزم لے کر، اور کامل اعتماد کے ساتھ کہ آپ میں یہ صلاحیت موجود ہے اس آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے عالمگیر جہاد شروع کریں۔ اور حضرت ابراہیمؑ کے اس فیض کی جو قادیان میں ازسرِنو ظاہر ہوا جو سو سال سے پہلے آسمان سے ایک آواز بن کر اترا کہ اس دور کے لئے بھی میں نے ایک ابراہیم جاری فرمایا ہے، ازسرِنو قائم کیا ہے۔ اور اس کے فیض سے اس کے غلاموں میں بھی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی تاثیر عطا کرنے والا ہوں۔ اس قادیان کے جلسے میں ہم پر فرض ہے کہ اس کے ماحول کے بسنے والوں کو اور اس ملک کے رہنے والوں کو جو آج بھی ہندوستان کہلاتا ہے خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائیں کہ امنِ عالم کے قیام کی خاطر پہلے اپنے ملک کی آگیں تو ٹھنڈی کر لو اور اگر تمہیں توفیق نہیں ہے تو جماعت احمدیہ کو خدا نے اس بات کی رہنمائی کی صلاحیت بخشی ہے۔ کیونکہ جماعت کی سوچیں تقویٰ پر مبنی سوچیں ہیں جماعت احمدیہ خدا کے فضل کے ساتھ تمام عالمی مسائل میں تقویٰ کی برکت سے وہ نور پا چکی ہے جس نور کی روشنی میں تمام اندھیروں کے ازالے کئے جائیں گے۔ اور جس نور کی روشنی میں ایک دفعہ پھر اندھیروں کو دنوں میں تبدیل کیا جانے والا ہے۔ اور آگ میں بھی ظلمات مضمر ہوتی ہیں۔ آگ اور نور میں فرق ہے۔ آگ جلا کر خاکستر کر دیتی ہے اور اندھیرے پیدا کرتی ہے، روشنیوں کو کھا جاتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ گمراہوں کی طرف آگ کا تصور منسوب فرمایا ہے اور نیک پاک بندوں کی طرف نور کا تصور فرمایا ہے۔ اور فرق بہت معمولی سا دکھائی دیتا ہے۔ نار میں الف ہے اور نار کا مطلب ہے آگ۔ اور نور میں واؤ ہے اور معنوں میں دیکھیں کتنا فرق پڑ گیا ہے روشنی۔ اور آگ میں بھی ایک روشنی پھوٹتی ہے۔ لیکن نور کی روشنی آگ کی طرح بھسم نہیں کرتی۔ اور نور ہی کی روشنی ہے جن کے خالق ہونے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمی صفت لوگوں کو عطا فرمایا ہے۔ پس احمدیت کو جو نور خدا نے عطا کیا ہے یہ تقویٰ کا نور

طالب دُعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
M/s NISHA LEATHER
SPECIALIST IN LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19 A, JAWAHAR LAL NAHRU ROAD.
CALCUTTA - 700081.

Star
PHONE:- 543105.
CHAPPALS.
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS.
105/661, OPP. BLOCK NO.7 FAHIMABAD COLONY
KANPUR - 1 PIN. 208001.

C.K.ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

PHONE:- 26-3287.
PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P,48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072.

ہے۔ اور اس میں کوئی احتراقی صفات یعنی آگ والی باتیں موجود نہیں ہیں۔ جو آگ کی پرستش کرنے والے لوگ ہیں اور آگ کی پوجا کرتے ہیں ان کی باتوں میں آگ کو ٹھنڈا کرنے کی صلاحیت ممکن ہی نہیں کیونکہ آگ آگ کو کھاتی ہے اور اندھیرے پیدا کرتی ہے اور آگ کا جو آخری اثر ہے وہ سیاہی ہے۔ دیکھیں جہاں جہاں آگیں لگتی ہیں وہ اچھی بھلی رونق والے آنکھوں کو لذت عطا کرنے والے مناظر جو ہیں وہ سیاہ ہو جاتے ہیں۔ دھوئیں کی وجہ سے، پھر کوئلے کی صورت میں سارا منظر ہی تاریک ہو جاتا ہے۔ بہت بھیانک منظر پیدا ہوتا ہے۔ تو بظاہر ایک نور بھی ہے لیکن وہ نور آگ کے غلبے کی وجہ سے بالکل بے حیثیت ہو جاتا ہے۔ اس کا کوئی بھی فائدہ نہیں پہنچتا۔ تو زمانے کو آگ سے بچانے کے لئے ہندوستان کا اوّلین فرض ہے اور جماعت احمدیہ کا بھی اوّلین فرض ہے کہ ہندوستان میں خصوصیت کے ساتھ قیام امن کی کوشش کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ضمن میں جو اپنی آفاقی نوعیت کی لازوال پیشکش "تحفۂ قیصریہ" کے رسالے کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش فرمائی تھی اس کے ایک دو اقتباسات پڑھ کر اب میں اجازت چاہوں گا۔

اہلِ قادیان کو، سب کو تمام عالمگیر جماعت احمدیہ کی طرف سے محبت بھرا سلام پہنچاتا ہوں۔ اور ان کو یقین دلاتا ہوں کہ تمام عالمگیر جماعت احمدیہ ہندوستان میں قیام امن کی خاطر آپ کی سب کوششوں میں آپ کے ساتھ ہوگی اور جس قسم کی بھی کمی آپ محسوس کریں گے انہیں پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام عالمگیر جماعت آپ کے ساتھ ہے۔ کوششیں کریں اور اس مضمون میں تفصیلی ہدایات بعد میں بھجوائی جا سکتی ہیں۔ اس وقت میں صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک دو اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں :-

"منجملہ ان اصولوں کے جن پر مجھے قائم کیا گیا ہے ایک یہ ہے کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ دنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت مذاہب پھیل گئے ہیں اور استحکام پکڑ گئے ہیں اور ایک حصّہ دنیا پر محیط ہو گئے ہیں اور ایک عمر پا گئے ہیں اور ایک زمانہ ان پر گزر گیا ہے ان میں سے کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کے رُو سے جھوٹا نہیں اور نہ ان نبیوں میں سے کوئی نبی جھوٹا ہے۔"

(تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۵۶)

یہ وہ بنیادی اصول ہے جس کے نتیجے میں تمام مذہبی قومیں ایک ہاتھ پر اکٹھا ہو سکتی ہیں یعنی انسانی ہاتھ پر، انسانیت کے ہاتھ پر۔ پھر فرماتے ہیں :-

"یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بُنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں اُن کی عزت اور عظمت بٹھا دی اور اُن کے مذہب کی جڑ قائم کر دی۔"

(تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۵۹)

پس اِس بنیادی اصول کے مختلف مستنیر پہلوؤں کو اُجاگر کرتے ہوئے اور نمایاں کرتے ہوئے کم سے کم مذہبی دنیا میں ایک عالمگیر امن کے قیام کی کوشش جماعت احمدیہ کو ایک جہاد کی صورت میں کرنی چاہیئے۔ اور ہندوستان چونکہ مختلف مذاہب کی لڑائیوں کا ایک اکھاڑہ ہے اس لئے ہندوستان کی سرزمین ہی میں اللہ تعالیٰ نے اس دَور کا ابراہیم پیدا فرمایا جو آگوں کو ٹھنڈا کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا جو اللہ تعالیٰ سے اُس کو عطا ہوئی اور یہی صلاحیت آپ نے ورثے میں پائی ہے۔ اس لئے قادیان جس ملک میں واقع ہے اس ملک میں اس جہاد کو بطورِ خاص شروع کرنا چاہیئے۔ اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے گا۔ اور تمام ہندوستان کی قومیں انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض پائیں گی۔ وہ فیض پائیں گی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کے قطرے سے جاری ہونے والا

ایم ٹی اے کے لئے نئی انتظامیہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے مُسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے لئے مندرجہ ذیل نئی انتظامیہ مقرر فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو بہترین رنگ میں خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؛

چیئرمین نمبر ۱	:	مکرم سیّد نصیر احمد شاہ صاحب۔
چیئرمین نمبر ۲	:	مکرم عطاء المجیب راشد صاحب۔
سیکرٹری	:	″ رفیق احمد حیات صاحب۔
ممبران ۱	:	″ منیر الدین شمس صاحب۔
۲	:	″ سجر احمد فاروقی صاحب۔
۳	:	″ مبارک احمد ظفر صاحب۔
۴	:	″ منیر احمد جاوید صاحب۔

(وکالتِ تبشیر لندن)

وِلادتیں

(۱) - مورخہ ۲۹ - جنوری ۱۹۹۶ء کو اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت اس بچے کا نام "محمد حسیب احمد" تجویز فرمایا ہے۔ یہ بچہ تحریک وقفِ نو میں شامل ہے۔ احباب سے زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور بچہ کے نیک، صالح اور خادمِ دین بننے کے لئے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔

محمد نجیب خان۔ مبلغ انچارج دہلی۔

(۲) - اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کو بتاریخ ۲۸ فروری ۱۹۹۶ء دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "مُنیب احمد" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چھکن انصاری صاحب آف سملیہ بہار کا پوتا اور مکرم قریشی محمد شفیع عابد صاحب درویش قادیان کا نواسہ ہے۔ زچہ و بچہ کی صحت و تندرستی اور بچے کی درازیٔ عمر، صالح و خادمِ دین بننے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔

مبارک احمد کارکن نظارت عمومی قادیان

تصحیح

بدر مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۹۶ء کے صفحہ ۱۳ کالم نمبر ۱-۲ پر نیچے سے دسویں لائن میں سن ۱۹۹۶ کی بجائے ۹۲ لکھا گیا ہے ـــــ اسی پرچہ کے صفحہ ۱۶ کالم نمبر ۴ کی اوپر سے ۲۹ ویں لائن میں عید الاضحیہ ہونے کی تاریخ ۲۹ - اپریل کی بجائے ۱۸ - اپریل لکھی گئی ہے۔ احباب اس کی تصحیح فرمالیں۔ اِدارہ اس غلطی پر معذرت خواہ ہے۔ (اِدارہ)

ہے ایک لاانتہائی چشمہ ہے جو ہر طرف پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق بخشے، ہماری حقیر کوششوں میں برکت دے اور ہر قطرہ جو اس چشمے میں ہے اس قطرے کو سیرابی کی صلاحیتیں عطا کرے۔ اب اس کے بعد میں اس آغاز کے اجلاس کی، اگرچہ یہ افتتاح ویسے تو نہیں ہوا لیکن رسماً افتتاح کہلا رہا ہے۔ اور افتتاحی دُعا ہی کے طور پر اب ہم اپنے ہاتھ خدا کے حضور اُٹھاتے ہیں ؛

ـــ) ✻ (ـــ

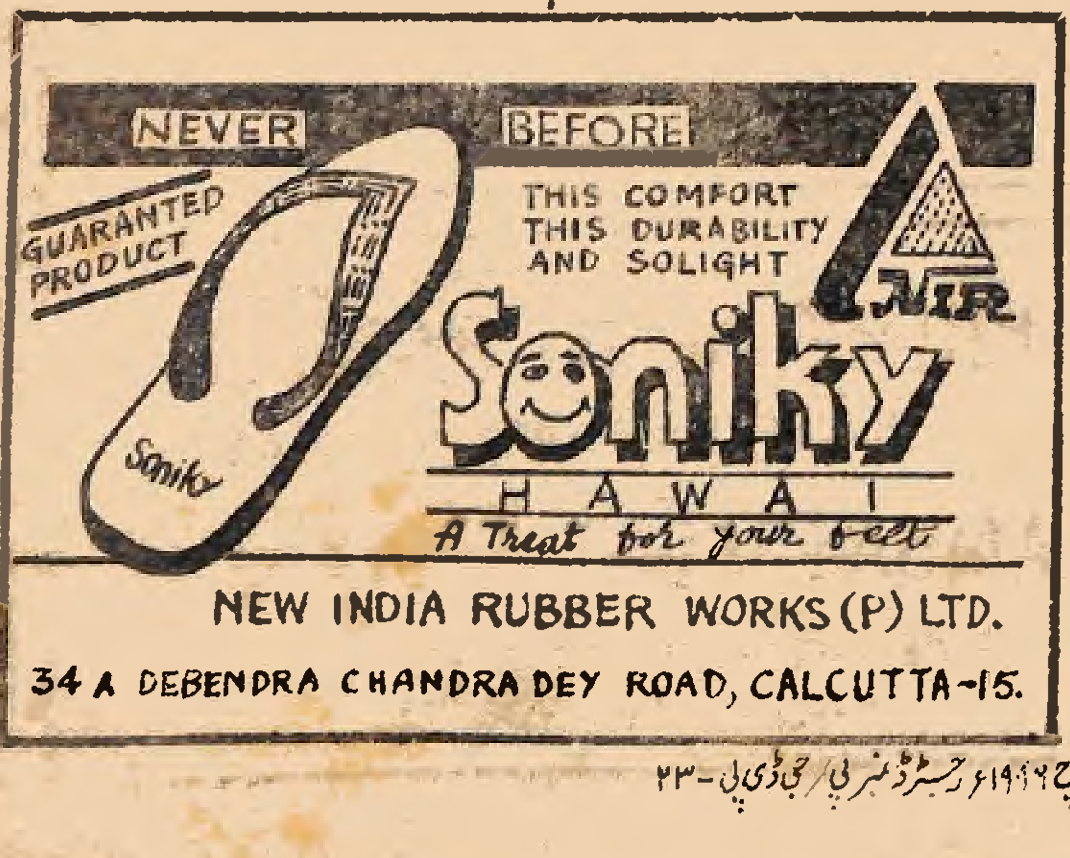

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرّحیم

جیولرز

پتہ :- خورشید کلاتھ مارکیٹ - حیدری نارتھ ناظم آباد - کراچی - فون ۶۲۹۴۴۳-۱

پروپرائیٹر :- سیّد شوکت علی ایڈ سنز